1597

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

آبپاشی پر عام بحث

1599

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،22۔اکتوبر2010

(یوم الجمع،13۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 13 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ
رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ
يُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ
بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

سُوْرَۃُ البَقَرَۃ آیات257 تا258

لیکن جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست اللہ ہے کہ اُن کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے(257) بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس (غرور کے) سبب سے کہ اللہ نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیمؑ سے پروردگار کے بارے میں جھگڑنے لگا۔جب ابراہیمؑ نے کہا میرا

پروردگار تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ابراہیمؑ نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجئے (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا۔اور اللہ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا(258)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ان کے دربار اقدس میں جب بھی کوئی غم زدہ آگیا تشنہ کام آگیا
غم غلط ہو گئے معصیت دُھل گئی مغفرت عافیت کا پیام آگیا
دل کو لذت ملی چشم پر نم ہوئی جسم و جاں آ گئے عالم وجد میں
ضبط صدقے ہوا ہوش قرباں ہوئے جب زباں پر محمدؐ کا نام آگیا
لاڈلے تھے خدا کے کلیم خدا پر فرق ہے کلیم اور محبوب میں
وہ کلام حق کا سننے گئے طُور پر ان کے گھر خود خدا کا کلام آگیا
کشتی نوح میں نار نمرود میں بطن ماہی میں یونس کی فریاد میں
آپ کا نام نامی اے صلی علیٰ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات محنت وانسانی وسائل سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جواب دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

جناب شیر علی خان: On her behalf جناب سپیکر! سوال نمبر 1933 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قصور میں سی این جی سٹیشنز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1933: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور میں کتنے سی این جی سٹیشن ہیں نیز کہاں کہاں واقع ہیں، ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا سال 08-2007 میں مقررہ ریٹ سے زائد سی این جی فروخت کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی نیز کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں دی گئیں، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) قصور میں سی این جی سٹیشنز کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سی این جی کی قیمتوں کا تعین اور نگرانی محکمہ محنت وانسانی وسائل حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ قیمتوں کا تعین اوگرا (آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی) کی ذمہ داری ہے جو کہ وفاقی حکومت کی وزارت پٹرولیم کے تحت کام کرتی ہے۔ قیمت کی پڑتال DCO صاحبان کے ذمہ ہے جو کہ بذریعہ مجسٹریٹ پرائس چیکنگ کراتے ہیں اوراس بارے میں تفصیل ہوم ڈیپارٹمنٹ کو فراہم کرتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ 2007-08 میں مقررہ rate سے زائد پر سی این جی فروخت کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی، نیز کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں دی گئیں تو جواب میں کہا گیا ہے کہ اوگرا price determine کرتی ہے لیکن price check یہ خود کرتے ہیں اور قیمت کی پڑتال ڈی سی او صاحبان کے ذمہ ہے جو کہ بذریعہ مجسٹریٹ price checking کرتے ہیں۔اس کی تفصیل فراہم نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جب کبھی کسی سوال کا نامکمل، غلط یا تاخیر سے جواب آتا ہے تو میرے معزز ممبران ساتھی تلخی کا اظہار کرتے ہیں لیکن میں آپ سے عرض کروں کہ اتنی محنت سے محکمہ جات جواب تیار کرتے ہیں جس میں کئی ہفتے لگ جاتے ہیں تو بعض معزز ممبران زحمت بھی نہیں کرتے کہ آکر اپنے جواب ہی وصول کر لیں یا answer سن لیں۔ یہ کوئی دہری ذمہ داری نہیں ہے کہ آج دیکھئے کہ جتنے لوگوں کے سوالات ہیں ان میں سے آدھے بھی ادھر موجود نہیں ہیں تو اس حوالے سے اس ایوان کے معزز ارکان کی بھی تو کچھ ذمہ داری ہے۔اگرچہ میرے دوستوں کو اس وقت یہ بات اچھی نہیں لگ رہی لیکن سچ تو یہی ہے۔

جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کا جواب عرض کرتا ہوں کہ قیمتوں کے تعین اور اس کی جانچ پڑتال کی ذمہ داری لیبر ڈیپارٹمنٹ کی نہیں ہے اس لئے اس کا میرے پاس جواب نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے خود ہی لکھا ہے کہ بذریعہ مجسٹریٹ price check کرتے ہیں تو اگر یہ اس کی تفصیل بھی دے دیتے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کر دی ہے اس سے آپ کی تسلی نہیں ہوئی؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! لیبر والے سی این جی سٹیشنز کو check کرتے ہیں، یا تو یہ کہہ دیں کہ 2007-08 میں انہوں نے کسی کو جرمانہ نہیں کیا تو میں ان کے جواب سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

جناب سپیکر: یہ جرمانہ نہیں کرتے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! لیبر ڈیپارٹمنٹ والے جب check کرتے ہیں تو چالان بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! دو چیزیں ان کے گوش گزار کرتا ہوں اور ویسے میں اپنے معزز ممبران کے لئے کبھی کبھی اس طرح کا کام بھی کرتا ہوں کہ چیزوں میں تھوڑے سے فرق کو بھی بتا سکوں۔ قیمتوں کے تعین کا اختیار ہمارے پاس نہیں ہے لیکن اس کی پیمائش کا اختیار ہمارے پاس ہے کہ فروخت ہونے والی چیز پوری بھی ہے اور اس کی پیمائش بھی پوری ہے یا نہیں۔ ہم نے پچھلے مالی سال کے اندر 4 لاکھ 30 ہزار 700 روپے جرمانے کئے، 2784 inspections کی ہیں اور اس کی prosecution کے لئے 1144 cases عدالتوں کو بھیجے جن میں سے 988 کا فیصلہ ہو چکا ہے اور 4 لاکھ 30 ہزار 700 روپے جرمانہ وصول کیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب آج ماشاء اللہ کچھ زیادہ ہی frank ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (قہقہہ)

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یقیناً قیمتوں کا تعین اوگرا کرتی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بعض سی این جی پر 25 فیصد discount، کہیں پر 22 فیصد اور کہیں پر اس سے کم جس کا مطلب یہ ہے کہ profit کا rate اس سے بھی کہیں زیادہ ہے جو کہ شاید 35 فیصد ہو گا۔ یہاں پر لوگ بڑی مشکل میں ہیں تو کیا حکومت پنجاب وفاقی حکومت کو advice کرنا چاہے گی کہ وہ قیمت یا margin کو کم کرے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کا competition ہوتا ہو گا کہ وہ اس کے مطابق منافع لیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اس میں بہت بڑا margin ہے اور لوگ آج بہت تنگ ہیں اور جو 25 فیصد discount دے رہے ہیں انہیں پھر بھی کچھ نہ کچھ تو بچتا ہو گا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ competition ہوتا ہو گا تو اس کے مطابق وہ منافع کچھ زیادہ لیتا ہے۔۔۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اتنا بڑا margin ہے، لوگ آج بہت تنگ ہیں، میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہو گا اگر حکومت پنجاب اس پر اقدامات کرے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کو بتائیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!25 فیصد discount دے رہے ہیں،ان کو پھر بھی کچھ نہ کچھ بچتا ہو گا۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!اگر ہاؤس اس قسم کی درخواست فیڈرل گورنمنٹ کو کرنا چاہتا ہے تو ہم بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب رمضان صدیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ question is complete.

جناب رمضان صدیق: جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے جو سی این جی کے حوالے سے ہے،اگر آپ اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی؟

جناب سپیکر: بھٹی صاحب!آپ زبردستی اجازت لینا چاہتے ہیں۔ چلیں! کبھی کبھی آپ بات کرتے ہیں تو آپ کو اجازت دے دیتے ہیں۔

جناب رمضان صدیق: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میری گزارش ہے کہ CNG-Station پر پریشر کا ایک 200 بارز کا پیمانہ ہوتا ہے اور اگر اس سے زیادہ پریشر ہو تو سلنڈر پھٹ جاتا ہے۔ کیا اسے چیک کرنا لیبر ڈیپارٹمنٹ کے under آتا ہے، اگر آتا ہے تو اب تک انہوں نے کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!یہ پریشر جس کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے تو compressor جب گیس کو liquid شکل دیتا ہے تو ایک پیمانہ وہاں پر ہوتا ہے جو فیڈرل گورنمنٹ کے under ایک تنظیم او گرا ہے جو اسے چیک کرتی ہے۔ ہم تو وہ گیس جو customer کو dispenser سے اس کی کار کے سلنڈر میں دیتے ہیں ہم اس کو چیک کرتے ہیں۔ ہم اس کا پریشر چیک نہیں کر سکتے، صرف اس کی quantity چیک کر سکتے ہیں اور وہی ہم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2131 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کیٹرنگ کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*2131: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کیٹرنگ کا ٹھیکہ دینے کے لئے ٹینڈر کھولنے کی تاریخ 6۔اکتوبر2008 رکھی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں ایم ایس کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے کیٹرنگ کا ٹھیکہ دے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں ٹھیکیدار ایم ایس کا قریبی ساتھی ہے جسے نواز نے کے لئے وہ کم ریٹ والے ٹھیکیدار کو کیٹرنگ کا ٹھیکہ نہیں دیتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں موجودہ ٹھیکیدار کے علاوہ کم ریٹ دینے والی کمپنیوں نے بھی ٹینڈر جمع کروائے تھے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں کم ریٹ دینے والی کمپنیوں کو بغیر وجہ بتائے ان کے ٹینڈر منسوخ کر دیئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کیٹرنگ کا ٹھیکہ دینے کے لئے ٹینڈر کھولنے کی تاریخ 6۔اکتوبر2008 رکھی گئی تھی تاہم نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور کی کنٹین کے سالانہ ٹھیکہ برائے سال 09-2008 دینے کے لئے روزنامہ "جنگ" میں مورخہ 9۔جون2008 کو ایک اشتہار دیا گیا تھا جس کے جواب میں موصول پندرہ ٹینڈرز کو مذکورہ ہسپتال کی پرچیز کمیٹی کے اجلاس میں ٹینڈررز دہندگان یا ان کے نمائندگان کی موجودگی میں مشتہر کردہ تاریخ مورخہ 18-06-2008 کو کھولا گیا تھا۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال، ملتان روڈ لاہور میں ایم ایس کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے کیٹرنگ کا ٹھیکہ دے۔مذکورہ ہسپتال میں پرچیزز، ریپیرز، ریٹ کنٹریکٹ، ٹینڈرز اور دیگر ٹھیکہ جات دینے، ان میں توسیع کرنے یا منسوخ کرنے کے لئے مجاز اتھارٹی کے احکامات کے تحت قائم پرچیز کمیٹی مجاز ہے جو کہ درج ذیل افسران پر مشتمل ہے:۔

چیف ایگزیکٹو	چیئرمین
میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	ممبر

ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ممبر
ایڈیشنل ڈائریکٹر(ایف اینڈاے) ممبر
ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ممبر
ایکco-opted ممبر ممبر

(ج) اس بات میں کوئی صداقت نہیں ہے۔قواعد وضوابط کے مطابق نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال، ملتان روڈلاہور کی کنٹین کا سالانہ ٹھیکہ ہسپتال مذکورہ کی پرچیز کمیٹی اس ٹینڈر دہندہ کو دیتی ہے جو کہ کنٹین کا ماہانہ کرایہ سب سے زیادہ آفر کرتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں موجودہ ٹھیکیدار کے علاوہ کم ریٹ والی کمپنیوں نے بھی ٹینڈر جمع کروائے تھے مگر جس ٹینڈر دہندہ نے سب سے زیادہ کرایہ کی آفر دی تھی اسے قوانین کے مطابق منظور کیا گیا تھا۔

(ہ) یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں کم ریٹ دینے والی کمپنیوں کو بغیر وجہ بتائے ان کے ٹینڈرز منسوخ کر دیئے گئے تھے جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے تمام موصول شدہ ٹینڈرز،ٹینڈرز دہندگان یاان کے نمائندگان کی موجودگی میں کھولے گئے تھے اور جن کمپنیوں کی کرایہ کی پیشکش کم تھی ان کو قوانین کے مطابق قبول نہیں کیا گیا تھااور متعلقہ ٹینڈرز دہندگان کواس بارے میں مطلع بھی کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں جوPurchase Committeeکا بتایا گیا ہے یہ کس نے بنائی تھی،اس کے ممبران کا انتخاب کس طرح کیا گیا تھااور اس کا کیاcriteria تھا؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!سوال نمبر 2131 کے اندر میری بہن نے تذکرہ نہیں کیا کہ یہ کس ہسپتال کے متعلق سوال ہے۔ میرے پاس بارہ سے زیادہ ہسپتال ہیں لیکن انہوں نے تذکرہ نہیں کیا کہ کس ہسپتال کے متعلق ان کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایک آدمی کے بارے میں انہوں نے کچھ پوچھا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں نے نواز شریف ہسپتال کے بارے میں پوچھا ہے اور جز(ب)کے جواب میں بھی نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے ہسپتال کا نام نامزد ہی نہیں کیا لیکن ڈیپارٹمنٹ curtsey کے طور پر جواب لے آیا ہے۔ہر ہسپتال میں اس طرح کی activity کے لئے ہیڈآفس سے کمشنر سوشل سکیورٹی کمیٹی کا تعین کرتے ہیں۔وہ کمیٹی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کو یہ سارے اختیار دیئے جاتے ہیں۔کمشنر سوشل سکیورٹی Purchase Committee اور ٹینڈر کمیٹی تشکیل دینے کے بااختیار ہے۔Purchase Committee کمشنر سوشل سکیورٹی کمیٹی کے سامنے ہی جواب دہ ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کا جو 09-2008 کا ٹھیکہ دیا گیا وہ کتنے میں دیا گیا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!یہ جواب بھی ڈیپارٹمنٹ نے تحریر نہیں کیا اس لئے میں اس وقت جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کیونکہ یہ جو کچھ پوچھنا چاہ رہی ہیں وہ سوال میں مختص نہیں کیا گیا تھا اور یہ سارا کچھ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کے متعلق پوچھنا چاہ رہی ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میرا اگلا سوال بھی نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کی کنٹین کے متعلق ہے اور آپ دیکھ لیں کہ وہ بھی کنٹین کے ٹھیکہ سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!آپ فیصلہ کیجئے کہ سوال میں کہیں ہسپتال کا تذکرہ ہے جو میں اس کا جواب دوں؟

جناب سپیکر:جی،انہوں نے تذکرہ تو کیا ہے کہ "یہ بھی درست نہ ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ میں ایم ایس کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے contract دے دے۔"

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! یہ اختیار تو اس کو نہیں ہے لیکن میرا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اب اگر سوال دال کے متعلق ہے تو میں جواب چنا کے متعلق کیسے دے دوں؟

جناب سپیکر: وہ جز(ب) کے متعلق پوچھ رہی ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! آپ سوال پڑھیں کہ اس میں سوشل سکیورٹی ہسپتال میں کنٹین کے ٹھیکے کی تفصیلات پوچھی گئی ہیں لیکن کون سا ہسپتال ہے یہ زحمت کسی نے بھی نہیں کی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اپنے ضمنی سوال میں پہلے ہسپتال کا نام لیا ہے اور پھر سوال کیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ پلیز! ان کو بات کرنے دیں ابھی ان کا سوال چل رہا ہے۔ منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ کتنے میں ٹھیکہ ہوا اور کس کو دیا گیا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جب یہ مجھ سے specifically پوچھیں گی نئے سوال کی صورت میں کہ فلاں ہسپتال میں کتنے کا ٹینڈر دیا گیا ہے تو میں specific جواب لے کر آؤں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں specifically پوچھ رہی ہوں کہ نواز شریف سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ کی کنٹین کا 09-2008 کا ٹھیکہ کتنے میں ہوا؟

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! اگر ان کو اس وقت specifically ہسپتال کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا تو اس کا انہوں نے جواب کیوں دیا؟

جناب سپیکر: وہ اس بات کو سمجھ رہے ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! وہ نہیں سمجھ رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ سوال میں اس کا ذکر ہی نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ سمجھ رہے ہیں، یہ غلط جواب نہیں ہے۔ جو جواب انہوں نے دیا ہے وہ ٹھیک دیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ جواب تو نہ ہوا۔

جناب سپیکر: وہ ضمنی سوال کا جواب دے رہے ہیں۔جی، وزیر موصوف!

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جون 2008 سے جولائی 2009 کنٹین کا ٹھیکہ -/140,000 روپے میں دیا گیا تھا۔ خدا کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سوال غلط ہے۔ پھر اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی کہ یہ کس ہسپتال کے متعلق سوالات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اسمبلی سیکرٹریٹ نے تو وہی لکھنا ہے جو کچھ انہوں نے دینا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پھر تو ان کے محکمہ کی طرف سے یہ جواب ہونا چاہئے تھا کہ آپ کس ہسپتال کے متعلق سوال پوچھ رہے ہیں یا وہ یہ کہتا کہ آپ کا سوال درست نہیں ہے لیکن محکمہ نے باقاعدہ پورا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! منسٹر صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ نے جواب غلط دیا ہے تو منسٹر صاحب اس سلسلے میں کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔انہوں نے کب کہا ہے کہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے خود یہی کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔یہ انہوں نے نہیں کہا، انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ نے بذات خود ہی ساری بات کر دی ہے۔وہ چھپانے کی بات تو نہیں کر رہے۔اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ان کو ایک لیٹر لکھیں کہ سوال دے کر کیوں نہیں آتے؟ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 3303 ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بونڈڈ لیبر ایکٹ 1992 پر عملدرآمد کی صورتحال

*3303: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بونڈڈ لیبر ایکٹ 1992 میں نافذ ہوا تھا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایکٹ کے اغراض ومقاصد کیا تھے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ قانون کے باوجود بھٹہ اور کھیت مزدوروں سے جبری مشقت لینے کے اقدامات ابھی تک جاری ہیں اور حکومت مذکورہ قانون پر صحیح معنوں میں عملدرآمد کرانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ قانون پر کب تک عملدرآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اس ضمن میں کئے جانے والے خصوصی اقدامات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں۔

(ب) بونڈڈ لیبر ایکٹ کا نفاذ بونڈڈ لیبر سسٹم کے خاتمے کے لئے کیا گیا تاکہ اس ملک میں لیبر کلاس کے معاشی وجسمانی استحصال کو روکا جاسکے اور ایسے تمام معاملات جو اس سے متعلق ہوں یا مشابہ ہوں۔

(ج) اس ضمن میں تحریر ہے کہ بھٹہ اور کھیت مزدور رواجات کے تحت اور ان شعبوں میں جاری حالات کے تحت خفیہ طور پر آجر سے پیشگی لے کر زبانی معاہدہ کرتے ہیں تاکہ بونڈڈ لیبر ایکٹ کی گرفت سے بچا جاسکے اور جب بھی سرکاری ادارہ یا ایجنسی اس ضمن میں چھان بین کرتی ہے تو آجر اور اجیر دونوں جبری مشقت لئے جانے سے انکار کرتے ہیں۔تاہم جب کبھی آجر اور اجیر میں کسی مسئلہ پر تنازع پیدا ہوتا ہے تو جبری مشقت لئے جانے کا دعوی کیا جاتا ہے۔جہاں تک کسی سے قید یا حبس بے جا میں رکھ کر کام لئے جانے کا تعلق ہے تو وہ تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کہ بونڈڈ لیبر ایکٹ کے زمرہ میں نہیں آتا۔

(د) وفاقی حکومت کے تعاون سے ابتدائی طور پر-/3355000 کی رقم سے صوبائی حکومت نے ایک لیگل ایڈ سروس یونٹ (LASU) قائم کیا۔یہ ادارہ 2005 میں قائم کیا گیا۔اس ادارے کا مقصد بونڈڈ لیبر سسٹم ایبولشن ایکٹ 1992 کے مقاصد کو پورا کرنا اور جبری مشقت سے منسلک افراد و خاندانوں کو فوری و معیاری قانونی امداد فراہم کرنا ہے نیز جبری مشقت سے متعلق آجر واجیر میں شعور اجاگر کرنا ہے۔

اس ادارے کو اب تک 202 شکایات موصول ہوئی ہیں جن میں سے 196 شکایات کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔352 مقدمات اتھارٹی کی عدالت میں داخل کئے گئے ہیں جن میں سے 100 کیسز کا اتھارٹی نے The Payment of Wages Act, 1936 کے تحت فیصلہ کیا۔مزید یہ کہ عدالتوں نے۔/1871328 کی رقم مزدوروں کے حق میں ڈگری کی۔اس کے علاوہ 196 بھٹہ جات کے 1172 چالان عدالتوں میں داخل کئے گئے۔لاء آفیسر نے NGOs کی مدد سے عدالتوں کے ذریعے 51 لوگوں کو حبس بے جا سے رہائی دلوائی۔بونڈڈ لیبر ایکٹ کے تحت اضلاع میں ڈسٹرکٹ ویجیلینس کمیٹیوں کی تشکیل نو کی گئی اور لاء آفیسر نے ضلع قصور، اوکاڑہ، لاہور، سیالکوٹ اور نارووال میں DVCs کے ٹریننگ کورس کروائے۔ مزید یہ کہ حال ہی میں (LASU) نے تمام ضلعی لیبر افسران سے ان کی کارکردگی کے بارے میں استفسار کیا ہے۔(LASU) عارضی طور پر کام کر رہا ہے اور اس کی میعاد 29-04-2011 کو ختم ہو جائے گی جبکہ وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو یہ ہدایت کی ہے کہ اس ادارہ کو مستقل بنیاد پر چلا جائے اور اس ضمن میں ورکنگ پیپر حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

بونڈڈ لیبر ایکٹ 1992 میں موجود قوانین میں ترامیم کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور سنٹرل گورنمنٹ کو مطلع کر دیا گیا ہے اور ترمیم کی تجویز بھجوادی گئی ہے۔اب جب قانون بونڈڈ لیبر اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبہ پنجاب کو تفویض کر دیا گیا جس میں موجودہ حالات کے مطابق ترامیم تجویز کر دی گئی ہیں اس کے منظور ہونے پر بونڈڈ لیبر قانون کو مؤثر طور پر نافذ کیا جا سکے گا۔بھٹہ مزدوروں کے قانون میں دیئے گئے مفادات کے لئے 3863 بھٹے رجسٹرڈ کئے جا چکے ہیں اور نادرا کی موبائل ٹیموں کی مدد سے 18117 شناختی کارڈ بھٹہ مزدوروں کو جاری کئے جا چکے ہیں نیز ان کے بچوں کی بنیادی تعلیم کے لئے پنجاب کے تمام اضلاع میں جہاں جہاں بھٹہ جات کی کثرت ہے غیر رسمی لٹریسی سکولوں کے قیام کی تجویز بھی صوبائی حکومت کے زیر غور ہے اور اس میں تمام ابتدائی کام کیا جا چکا ہے۔

قصور اور لاہور کے اضلاع میں بھٹوں پر جبری مشقت کے خاتمے کا منصوبہ محکمہ محنت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ستمبر 2008 میں منظور کیا۔یہ منصوبہ بارہ کروڑ تیس لاکھ کی لاگت سے چار سال کے لئے شروع کیا گیا ہے جس کا مقصد بھٹہ مزدوروں اور ان کے افراد کنبہ کے معاشرتی حالات بہتر کر کے مفید شہری بنانا۔ان کے تقریباً 10500 بچوں کو

غیر رسمی پرائمری تعلیم دینا۔انہیں بلا سود قرضے دینا، ان کے خاندانوں کے افراد کے کمپیوٹرائزڈشناختی کارڈ بنوانا،ان کے نام ووٹر لسٹوں میں درج کروانااور گھریلو جانوروں کے پالنے کے لئے حیواناتی سہولیات مہیا کرناتاکہ وہ اپنے معاشی حالات کو بہتر بنا سکیں۔اس سلسلہ میں دو ووٹرنری اسسٹنٹ بھٹوں پر جاکر مزدوروں کے جانوروں کا علاج کر رہے ہیں انہوں نے112 جانوروں کو109 بھٹوں پر ابتدائی علاج کیا ہے۔

محکمہ محنت کا پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کے ادارہ سے ایک معاہدہ بھی ہوا ہے جس کے تحت مذکورہ اداروں نے بھٹہ جات کے مزدوروں کو بلا سود قرضے دینے کے لئے چار کروڑ روپے مختص کر دیئے ہیں۔جو پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کو جاری کر دیئے گئے ہیں اور مذکورہ ادارہ نے۔/31477000روپے1722 بھٹہ مزدوروں کو تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں نے اس سوال کے جز(ج) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ قانون کے باوجود بھٹہ اور کھیت مزدوروں سے جبری مشقت لینے کے اقدامات ابھی تک جاری ہیں اور حکومت مذکورہ قانون پر صحیح معنوں پر عملدرآمد کرانے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے،اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ بھٹہ مزدور اور بھٹہ مالکان کے درمیان زبانی معاہدہ ہو جاتا ہے کیونکہ اسے پکڑا نہیں جاسکتا لیکن جب لڑائی جھگڑا بڑھتا ہے تو اس وقت یہ معاملات سنجیدگی اختیار کر لیتے ہیں۔اس میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی بھاگنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے جبری مشقت کے لئے زنجیروں سے باندھا جاتا ہے۔منسٹر صاحب کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں یہ ہے کہ جہاں تک کسی سے قید یا حبس بے جا میں رکھ کر کام لئے جانے کا تعلق ہے تو وہ تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کہ Bonded Labour Act کے زمرہ میں نہیں آتا۔اس کا مطلب ہے کہ یہ ان کے محکمے کی صوابدید میں نہیں ہے کہ اگر وہ قید میں ہے تو اسے چھڑا سکیں یا اس پر کوئی کارروائی کرا سکیں،کیا اس قسم کے معاملات کو حل کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی منصوبہ زیر غور ہے،یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کیونکہ انہیں باندھ کر رکھا جاتا ہے،انہیں مارا پیٹا جاتا ہے اور انہیں آزاد نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: جی،بہت سی تنظیمیں اس پر کام کر رہی ہیں اور بہت سی تنظیموں نے اس بارے میں نوٹس بھی لیا ہے۔میرے خیال میں اب آپ یہ تفصیلی جواب پڑھ لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے، اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگوں کو باندھ دیا جاتا ہے تو وزیر محترم سے میری یہ گزارش ہے کہ انہوں نے بڑا تسلی بخش جواب دیا ہے، میں ان کی ممنون بھی ہوں کہ ان کی محنت نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: جہاں کوئی ایسا کیس ہوتا ہے تعزیرات پاکستان کے تحت اس پر عمل ہو جاتا ہے۔ جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! تو کیا حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں قانون بنانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس طرح کے cases جن میں تعزیرات پاکستان کو دخل دینا ہے وہاں پر معنوی افراد کے لئے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک Legal Cell موجود ہے۔ وہ Legal Cell شکایت پر ایکشن لیتا ہے پھر اس طرح کے issues پر عدالتوں میں کیسز بھی دائر کرتا ہے اور اس کو ساری legal support مہیا کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں 202 شکایات ہمارے پاس تھیں اور 196 شکایات کا ازالہ، 392 مقدمات اتھارٹی کی عدالت میں داخل کئے، 100 کیسز کا عدالت نے فیصلہ کیا۔ اس طرح کے بہت سارے issues پر سپریم کورٹ کے حکم پر ہم نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک Legal Cell قائم کیا ہوا ہے، ٹیلیفون کال اور تحریری درخواست کے ذریعے سے جو شکایات موصول ہوتی ہیں ان پر بھرپور ایکشن لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے کہ اگر اس طرح کے واقعات کا پتا چل جائے تو وہ باقاعدہ ایکشن لیتے ہیں۔ میرے خیال میں دو ماہ سے بھی شاید زیادہ عرصہ ہو گیا ہے کہ پریس کلب کے سامنے کوئی سو کے قریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ابھی تک متعلقہ ادارہ ان تک نہیں پہنچا اور وہ وہیں پر احتجاجاً دن رات بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے بجائے جواب تو سب لوگوں نے سن لیا ہے۔ کیا خیال ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!سو کے قریب لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، میں کہہ رہا ہوں کہ بیٹھے ہوئے ہیں اور جواب تو مجھے دینا ہے۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے، جواب دیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!یہ ٹھیک ہے کہ وہ ایک ماہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:پھر آپ نے کیا کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!یہ سولوگ جو ایک مہینہ سے احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ زمینداروں کے ڈسے ہوئے لوگ ہیں،ایگریکلچر میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے اس وقت ہمارے پاس لیبر قوانین میں کوئی provision نہیں ہے۔ میں اور میری حکومت ان کی مدد کرنے میں بے بس ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!ہم یہ جانتے ہیں کہ لیبر ڈیپارٹمنٹ اور اس کی بہت ساری ذمہ داریاں recently devolved ہوکر Federation سے Provincial Assembly میں آئی ہیں جس کی وجہ سے ابھی وزیر صاحب نے کہا کہ میں بے بس ہوں۔ اس میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ جو کچھ devolved ہوا ہے اس ضمن میں working paper حکومت کے زیر غور ہے اور LASU ان کا جو لیگل ایڈوائزر ہے ان کے بھی زیر غور ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ ترمیم یا دوبارہ یہ سفارشات جو پنجاب میں مرتب ہو رہی ہیں اس کے لئے کیا کوئی کمیٹی پنجاب اسمبلی کو بھی اس میں involve کرنے کے لئے تیار ہے؟اس اہم topic پر پنجاب اسمبلی میں discussion کے لئے specific labours bounded اور خاص طور پر خواتین کے حوالے سے کیا ہمیں involve کرنے کے لئے کوئی پروگرام زیر غور ہے کیونکہ یہ انتہائی بے چارے لوگ ہیں؟

جناب سپیکر:جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!اس میں تین چیزیں ہیں اور ایک تو میری بہن کو معلوم ہے کہ IRA اس وقت Standing Committee کے پاس موجود ہے،

خواتین اور domestic کام کرنے والے لوگوں کا ایک پرائیویٹ بل اس وقت Standing Committee میں موجود ہے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد جو issues بھی صوبوں میں آئیں گے یقیناً اسی اسمبلی نے ان کو approve کرنا ہے تو اس سے پہلے کہ ان میں sub-amendments کی جائیں، ہر ایک issue Standing Committee میں جائے گا اور میں اپنی ڈاکٹر بہن کو وہاں پر مدعو کروں گا تاکہ یہ اپنی out put وہاں دے سکیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! دوسرا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 3574 ہے، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔آٹا کم تولنے والوں کے چالانوں کی تفصیلات

***3574: محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کم تولنے والوں کا چالان کس قانون کے تحت ہوتا ہے؟

(ب) لاہور شہر میں سال 08-2007 میں آٹا کم تولنے والوں کے کتنے چالان کئے گئے اور ان کو کیا سزا دی گئی، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) کم تولنے والوں کا چالان پنجاب اوزان وپیمائش (عالمی نظام) مجریہ 1975 کے تحت کیا جاتا ہے۔

(ب) لاہور شہر میں سال 08-2007 میں آٹا کم تولنے پر 23 چالان کئے گئے اور مجاز عدالت کی طرف سے انہیں مبلغ -/35000 روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ویسے تو یہ مختصر سا سوال ہے اور اس کا مختصر جواب ہے، اصل issue یہ ہے کہ کم تولنا اور غیر معیاری اشیا کو فروخت کرنا تو اس میں وزیر موصوف صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کم تولنے والوں کے پورے پنجاب بھر میں صرف 23 چالان کئے گئے ہیں جنہوں نے آٹا کم تولا ہے اور یہ تو جواب میں بھی اس انداز سے لکھا گیا ہے کہ مبلغ -/35000 روپے جرمانہ کیا گیا جو کہ انتہائی ناکافی ہے۔ یہ مسئلہ بڑا ہی گھمبیر ہے اور ہر جگہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ آٹا کم تولا جاتا ہے۔ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے سنجیدگی کبھی بھی نظر نہیں آئی۔ ہم نے سستا رمضان بازار میں بھی یہ دیکھا کہ لوگوں کو کم

تول کر دیا گیا، دام بھی زیادہ وصول کئے گئے اور غیر معیاری اشیاء بھی دی گئیں۔اس مصیبت سے عوام کو نکالنے کے لئے محکمہ کب سنجیدگی سے اس پر عمل کرے گا، کیا لائحہ عمل اختیار کرے گا کیونکہ یہ ایک میرا سوال نہیں ہے، یہ میرے خیال میں ہر پاکستانی کا مسئلہ ہے اور ہر عورت کا مسئلہ ہے کہ کم تولا جاتا ہے۔ پہلے زمانے میں ہم ایک کلو کوئی بھی چیز تول کر لاتے تھے تو وہ مقدار میں زیادہ ہوتی تھی لیکن اب تو کوئی حال نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی سنجیدہ issue ہے اس سلسلے میں محکمہ کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کس حد تک سنجیدگی سے اس مسئلہ سے عوام کو نکالنے کی کوشش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں خود ایک شہری ہونے کے ناتے یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس طرح کا جو چیکنگ سسٹم ہے اس کو زیادہ فعال بنانے کی ضرورت ہے تو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اس پر اپنی activities میں اضافہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی چودھری اسداللہ صاحب کا ہے۔ چودھری اسداللہ صاحب موجود ہیں۔۔۔؟ نہیں ہیں۔ جی، یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اب اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 4516 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صنعتی مزدوروں کی تنخواہیں بڑھانے کی تفصیلات

*4516: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب صنعتی مزدوروں کی تنخواہ کس شرح سے دیتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب ہر سال بڑھائی جانے والی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے قانون کو صنعتی مزدوروں پر بھی لاگو کر کے ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صنعتی مزدوروں کی تنخواہوں کی کم از کم شرح درج ذیل قوانین کے تحت مقرر کی جاتی ہے:

(i) Pakistan Minimum Wages (for Unskilled Workers) Ordinance, 1969.

(ii) Minimum Wages Ordinance, 1961.

غیر ہنر مند مزدوروں کی تنخواہ Pakistan Minimum Wages (for Unskilled Workers) Ordinance, 1969 کے تحت مقرر کرنے کا اختیار وفاقی حکومت کو ہے۔ سال2008 میں یہ شرح مبلغ-/6000 روپے ماہانہ مقرر کی گئی اور اس کا اطلاق یکم جولائی2008 سے کیا گیا جبکہ نیم ہنر مند اور ہنر مند مزدوروں کی تنخواہ مقرر کرنے کا اختیار Minimum Wages Ordinance, 1961 کے تحت کیا گیا جبکہ نیم ہنر مند اور ہنر مند مزدوروں کی تنخواہ مقرر کرنے کا اختیار Minimum Wages Ordinance, 1961 کے تحت حکومت پنجاب کو حاصل ہے۔اس قانون میں دیئے گئے مروجہ طریق کار کے مطابق Punjab Minimum Wages Board کی سفارشات پر ان تنخواہوں کی شرح مقرر کی جاتی ہے سال2008 میں نوٹیفکیشن نمبر SO(D-11/6-29/2001 مورخہ یکم ستمبر2008 کو 51 مختلف انڈسٹریز میں کام کرنے والے نیم ہنر مند اور ہنر مند مزدوروں کی کم از کم تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں جو تاحال نافذالعمل ہیں ان نوٹیفکیشنز کی کاپیاں بطور ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) صنعتی مزدوروں کی کم از کم اجرتوں / تنخواہوں کے تعین کے متعلق قوانین کا سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے کوئی تعلق نہ ہے جیسا کہ جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ مزدوروں کی تنخواہوں کی کم از کم شرح مقرر کرنے کے متعلق ایک لیبر قوانین موجود ہیں۔ جن کے تحت آزادانہ طور پر مروجہ طریق کار کو اپناتے ہوئے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت مزدوروں کی کم از کم تنخواہوں /اجرتوں کا تعین کرتی ہے۔ Minimum Wages Ordinance 1961 کی دفعہ 7(1) کے تحت کم از کم اجرتوں کی مقرر شدہ شرح پر نظر ثانی عرصہ ایک سال اور تین سال کے درمیان کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کے جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ سال2008 میں جو اجرت کی شرح تھی وہ 6ہزار روپے ماہانہ مقرر کی گئی اور اس کا اطلاق یکم جولائی2008 سے کیا گیا۔ میرا ضمنی سوال

یہ ہے کہ جو تنخواہیں 6ہزار مقرر کی گئی تھیں کیا صنعتی اداروں میں وہ مزدوروں کو مل رہی ہیں، آیا محکمہ اس بات کو چیک کرتا ہے اگر چیک کرتا ہے تو کس طرح؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میری معزز ممبر نے اچھا سوال کیا ہے اور میں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کون سا بُرا سوال ہے؟ سارے کے سارے اچھے سوال آ رہے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! نسبتاً اچھا سوال ہے اور میں اس کے لئے ہاؤس کی توجہ چاہوں گا کہ Minimum Wages پر پنجاب میں عملدرآمد نہیں ہو رہا اور بہت سی جگہوں پر 7ہزار روپے تنخواہ نہیں دی جا رہی، مزدور کے اوقات کار پر عملدرآمد نہیں ہو رہا اس کی سب سے بڑی وجہ political will کا نہ ہونا اور سیاسی قیادت کا اس موضوع پر غیر سنجیدہ ہونا ہے۔ یہ اس جمہوری دور کے اندر ایک انتہائی تکلیف دہ عمل ہے اور تین چار بُرے experiences ہوئے۔ میں نے کوشش کی کہ میں خود جا کر کم از کم اجرت 7ہزار روپیہ دلا سکوں لیکن اس استحصالی نظام جس میں شاید سیاسی قیادت استحصالی لوگوں کے ساتھ کھڑی ہے۔ پنجاب کے مزدوروں کو سات ہزار روپے تنخواہ دلانا اس وقت قانون کے بس میں نہیں ہے اور لیبر انسپکشن نہ ہونے کی وجہ سے میرا ڈیپارٹمنٹ عضو معطل ہے اور کہیں پر ہم کسی کو چیک نہیں کر سکتے۔ میں خود ایک فیکٹری میں گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو پرانی بات ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! یہ ابھی نئی بات ہے اور میں چاہتا تھا کہ کوئی سوال آئے تو میں ہاؤس کو اعتماد میں لوں۔ میں خود گیا تھا، میرا ڈیپارٹمنٹ گیا تھا ہمیں فیکٹری مالک نے اندر نہیں جانے دیا پولیس بلانی پڑی، پولیس ہمیں اندر لے کر گئی۔ ہم نے check کیا، کسی شخص کو 7ہزار روپے تنخواہ نہیں مل رہی تھی۔ 12 گھنٹے ڈیوٹی لی جا رہی تھی۔ کسی کے پاس سوشل سکیورٹی کارڈ نہیں تھے اور labour laws پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا تھا۔ مجھے approach کیا گیا پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعتوں کے سب سے بڑے لیڈران کی طرف سے اور مجھے کچھ تلخی کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن میرے پاس کوئی ممبر اسمبلی، کوئی سیاسی بندہ ان مزدوروں کی مدد کے لئے نہیں آیا۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: اس میں آپ بھی شامل ہیں، شیم کیوں کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے سب ایم این ایز، ایم پی ایز کی بات بھی کی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ایک ہی دفعہ جواب دے دیں۔ میں اس میں ایک چیز add کرنا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ منسٹر صاحب بتا رہے ہیں، صنعتی مزدوروں میں خواتین بھی آتی ہیں کیا ان کی تنخواہ پنجاب گورنمنٹ کے Wages Ordinance کے برابر ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کیا بذریعہ cheque ان کو تنخواہ دی جاتی ہے یا ان کا سپروائزر خود بیٹھ کر تنخواہ دے دیتا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہماری ایک خواہش تو ہے کہ ہم ہر مزدور کو کم از کم بذریعہ بنک اکاؤنٹ تنخواہ دیں جیسے کہ سرکاری ملازمین کو ملتی ہے اور اس پر پچھلی کیبنٹ میٹنگ میں، میں نے چیف منسٹر صاحب سے درخواست کی تھی اور اس پر ابھی کیبنٹ سے بریفنگ آنے والی ہے اور میں خواہش کرتا ہوں کہ اس کے اوپر عمل ہو لیکن مجھے ایسا احساس ہے میں ہاؤس میں کہہ رہا ہوں، آپ کے سامنے کہہ رہا ہوں، مجھے احساس ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ مزدوروں کو 7 ہزار روپے تنخواہ ملے۔

جناب سپیکر: آپ نہیں چاہتے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جی، میری حکومت نہیں چاہتی۔

جناب سپیکر: اچھا جی، افسوس۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ابھی جو منسٹر صاحب نے on the floor of the House. جواب دیا ہے کیا ان کا یہ جواب بنتا ہے؟ ان کو چاہئے تھا کہ کیبنٹ میٹنگ

میں یہ بات کرتے اور اگر فیڈرل گورنمنٹ باقی صوبوں میں عملدرآمد کروا رہی ہے تو اس صوبے میں بھی عملدرآمد ہونا چاہئے۔مزدور کی مزدوری تو ملنی چاہئے لیکن یہاں آج وقفہ سوالات ہے اس میں جواب دینے کا تو کوئی تک نہیں بنتا،اگر منسٹر صاحب بے بس ہیں تو پھر ان کا جواب کچھ اور ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: جی،بس ٹھیک ہے۔اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بولیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے جو اتنی لمبی تقریر کر دی اور اپنے دِل کی بھڑاس بھی نکال لی تو میں ان سے پوچھوں گی کہ ابھی کچھ دِن پہلے ضلع چنیوٹ کے متعلق میرے معزز بھائی نے یہاں بات کی اور منسٹر صاحب خود اس فیکٹری میں گئے وہاں child labour اور تشدد کے واقعات بھی دیکھے تو میں ان سے یہ ضمنی سوال کروں گی کہ کیا یہاں پر child labour اور جو تشدد ہوتا ہے اس پر بھی کوئی قانون ہے اور اگر ہے تو منسٹر صاحب نے جہاں کا خود انہوں نے visit کیا اس کے لئے کیا اقدامات کئے اور وہاں پر جو مزدوروں کو کم تنخواہیں مل رہی تھیں ، بچوں سے مزدوری کروائی جاتی تھی تو منسٹر صاحب نے اس کے لئے کیا کیا جس کا قانون موجود ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر !اس کے لئے میں آپ سے عرض کروں گا کہ اب اس سے زیادہ بڑھ کر ایک منسٹر کیا کر سکتا ہے کہ خود اپنی عزت کو، وقار کو خطرے میں ڈال کر کسی فیکٹری کے گیٹ پر چلا جائے کہ وہاں سے ایک مزدور نے خط لکھا ہے کہ ہمیں 7ہزار روپے تنخواہ نہیں مل رہی ایک وزیر تو یہی کر سکتا ہے۔اب میرا ایسا کرنے سے یہ ہوا ہے کہ یہ میرے انڈسٹریل دوست عدالت میں چلے گئے ہیں۔ہائیکورٹ میں مجھے بلوایا ہے۔ میں ہائیکورٹ میں بھی جاؤں گا۔مزدوروں کو ساتھ لے کر جاؤں گا جنہیں 4ہزار روپے تنخواہ مل رہی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال اقدامات کے حوالے سے ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر !میں اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں؟میں خود ان کی مدد کے لئے گیا ہوں۔یہ حسن مرتضیٰ میرے ساتھ تھے، ہم فیکٹری کے اندر گئے ہیں، فیکٹری مالک نے مجھ سے 200 بچے کسی جگہ پر چھُپا لئے۔یہ حسن مرتضیٰ صاحب پتا نہیں کیسے ان کو نکال کر میرے سامنے لے آئے۔ میں یہ باتیں اپنے چیف منسٹر صاحب کے سامنے کر رہا ہوں، میں

نے اس دِن بھی اسمبلی میں کھڑے ہو کر آپ کے سامنے بات کی اور میں نے اپنی حکومت کو request کی کہ اس کے اوپر توجہ دیں۔اب اگر میری حکومت توجہ نہیں دیتی تو مجھے تو نہیں شوق کہ میں یہاں جھوٹ بولوں اور دعوے کروں کہ میں نے 7ہزار روپے ماہانہ تنخواہ دلوادی ہے، میں نے لیبر قوانین کے اوپر عملدرآمد کروادیا ہے۔ایوان کے اندر تسلی و تشفی دینے کا یہ اعزاز کوئی اور حاصل کرے۔ میں تو آپ کے ساتھ سچ بات کر رہا ہوں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں ہے جو یہ جواب دے رہے ہیں۔میں کچھ اور سوال کر رہی ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): اس فیکٹری کا جس کا میری بہن تذکرہ کر رہی ہیں ہم وہاں گئے ہیں۔ ایک limit تک ہم ان کے چالان کر سکتے ہیں۔ عدالتیں کہتی ہیں کہ پہلے inspection policy بحال کرو پھر inspection کرو۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں رہنے دیں، اب اس پر سوال نہ کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اگر منسٹر صاحب بے بس ہیں، اگر وہ deliver نہیں کر سکتے تو ایک کام یہ بہت اچھا کر سکتے ہیں میں ان کو کہتا ہوں کہ یہ resign کر دیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: وہ کیوں resign کر دیں؟ ان کو powers دی جائیں۔

جناب سپیکر: چھوڑ دیں، بڑی مہربانی۔آپ کا بہت شکریہ

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وہ کیوں resign کریں؟ جو منسٹر جھوٹ بولتے ہیں ان کو resign کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: چھوڑیں، ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، جن کا سوال ہے مجھے ان سے پوچھنے دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ)محمد شبیر اعوان:جناب سپیکر !یہ clarificationکریں کہ وہ کیوں resignکریں؟

جناب سپیکر:جی،چھوڑیں اس بات کو آپ کیا کرتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر !مجھے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔اگر ایک سوال میں میرا نام آیا ہے تو مجھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:کون سے سوال میں؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!اسی سوال میں کہ میں لیبر منسٹر کے ساتھ تھا۔

جناب سپیکر:انہوں نے ساری بات بتادی ہے،اب کیا ضرورت ہے؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!میری عرض تو سُن لیں ناں،بتایا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! I am on a point of order.

جناب سپیکر:جی،آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔دیکھیں!اس میں پوائنٹ آف آرڈر ہوتا نہیں ہے۔

جناب محمد نوید انجم:جناب سپیکر!وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی،آپ پھر کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں بیٹھ جاتا ہوں لیکن کسی ممبر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اُٹھ کر آپ کو یہ کہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا ،یہ آپ کاrightہے۔

جناب سپیکر:جی،جی،میں آپ سےrequestکر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر ! requestنہیں آپ کا حکم ہے۔Thank you very much.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں بے بس ہوں اور میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ ایک کام بہت آسان ہے کہ یہ resign کر دیں۔ یہ resign کیوں کر دیں؟ پھر آپ کی گورنمنٹ جو ہے وہ resign کر دے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قانون سازی آپ نہیں کرتے اور پھر کہتے ہیں کہ منسٹر resign کر دے، ایک منسٹر جا کر visit کرنے کی کوشش کرتا ہے، لوگوں کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کو یہ جواب ملتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، آپ کی مہربانی۔ بہت اچھے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کا اس سیٹ پر کیا حق ہے کہ اگر یہ کچھ نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر: No sir please!. جی، نہیں۔ I'll not allow anybody.

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! ان کو کس نے یہ حق دیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ آپ کی مہربانی۔ میں آپ کی بات نہیں سُن رہا۔ سب کے mike بند کر دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

مہر اشتیاق احمد: میں اپنے الفاظ واپس نہیں لینے والا۔ یہاں پر بے بسی کے اظہار کرنے کا کیا مطلب ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! انہوں نے تو جو سچ ہے وہ کہا ہے۔ جو منسٹر جھوٹ بولتے ہیں پہلے ان کو resign کرنا چاہئے سچ بولنے والوں کے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! چھوڑیں۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!. On his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 4601 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ، رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4601: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد کتنی ہے ؟

(ب) ان فیکٹریوں میں کتنے مزدور کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان فیکٹریوں سے محکمہ محنت ماہانہ اور سالانہ کتنی رقم وصول کرتا ہے اور یہ رقم کس کس مقصد کے لئے وصول کرتا ہے ؟

(د) محکمہ محنت ان فیکٹریوں کے رجسٹرڈ مزدوروں کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے ؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت (ڈسٹرکٹ آفس لیبر) گوجرانوالہ میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد 934 ہے۔

(ب) مذکورہ بالا رجسٹرڈ فیکٹریوں میں 28580 مزدور کام کر رہے ہیں۔

(ج) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن گوجرانوالہ (محکمہ محنت) میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد 5342 ہے جن میں 33225 رجسٹرڈ مزدور کام کر رہے ہیں۔یہ فیکٹریاں ادارہ ہذا کو ماہانہ -/7085737 روپے اور سالانہ -/85028844 روپے کنٹری بیوشن کی مد میں ادا کر رہی ہیں۔یہ رقم مزدوروں کی فلاح و بہبود اور سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں مزدوروں اور ان کے اہل خانہ کے علاج معالجے میں خرچ کی جاتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے :-

1. بیماری کی صورت میں کارکنان کو سال میں 121 دن تک اجرت کے 75 فیصد معاوضہ کی ادائیگی۔
2. ٹی بی اور کینسر کے مریضوں کو سال میں 365 دن اجرت کے صد فیصد معاوضہ کی ادائیگی
3. خاتون کارکنان کو دوران زچگی 12 ہفتے تک اجرت کے صد فیصد کے مساوی ادائیگی
4. کارکنان کے انتقال پر کم از کم -/2000 روپے بطور اخراجات برائے تجہیز و تکفین۔
5. کارکنان کے لواحقین کے انتقال پر -/5000 ہزار روپے بطور اخراجات برائے تجہیز و تکفین۔
6. دوران کار زخمی ہونے یا پیشہ وارانہ بیماری ہونے کی صورت میں اجرت کے مساوی سال میں 180 دن تک معاوضہ کی ادائیگی۔
7. دوران کار زخمی ہونے پر 20 فیصد معذوری کی شرح تک یکمشت گریجویٹی کی ادائیگی۔
8. دوران کار زخمی ہونے پر 20 فیصد سے زائد معذوری کی صورت میں معذوری کی پنشن کی ادائیگی

9. دوران کار زخمی ہونے کے نتیجے میں انتقال کی صورت میں اجرت کے مساوی بیوہ اور بچوں کو پنشن کی ادائیگی۔بیوہ کو یہ سہولت تاحیات حاصل ہو گی۔تاہم عقد ثانی کی صورت میں یہ سہولت ختم ہو جاتی ہے۔اسی طرح بچوں کو بھی یہ سہولت ان کی شادی تک حاصل رہتی ہے۔
10. بیوی بچوں کی عدم موجودگی میں پسماندگان کی پنشن، متوفی کارکنان کے ماں باپ یا بہن بھائی کو ادائیگی۔
11. پنشن یافتہ کارکنان کے زیر کفالت لواحقین کو ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد اور متوفی کارکنان کے پسماندگان کو فوتیدگی کے ایک سال بعد تک طبی سہولتوں کی فراہمی

(د) محکمہ محنت (ڈسٹرکٹ آفس لیبر) گوجرانوالہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی اعانت سے ان رجسٹرڈ فیکٹریوں کے مزدوروں کے لئے مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کرتا ہے۔

1. میرج گرانٹ: فیکٹری کا ممبر جس کی نوکری تین سال ہو چکی ہو اس کو ہر بیٹی کی شادی کے لئے -/70000روپے دیئے جاتے ہیں۔
2. ڈیتھ گرانٹ:دوران کار موت کی صورت میں تین لاکھ روپے مزدور کے لواحقین کو دیئے جاتے ہیں۔
3. ٹیلنٹ سکالرشپ:مزدوروں کے بچوں کو میٹرک سے لے کر اعلیٰ تعلیم کے لئے سکالرشپ دیئے جاتے ہیں۔
4. مزدوروں کے لئے رہائشی و تعلیمی سہولتیں:مزدوروں کے لئے لیبر کالونیوں کی شکل میں رہائشی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ورکرز ویلفیئر سکولوں میں مزدوروں کے بچوں کے لئے مفت تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے۔ضلع گوجرانوالہ میں مزدوروں کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے چار سکول کام کر رہے ہیں جن میں دو سکول لڑکوں کے لئے اور دو سکول لڑکیوں کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔جن میں بچوں کو نرسری سے کلاس دہم تک مفت تعلیم دینے کے علاوہ تعلیمی مواد مثلاً یونیفارم، کتابیں اور کاپیاں مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ان سکولوں کا معیار کسی لحاظ سے بھی اعلیٰ سکولوں سے کم نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جو contribution لی جا رہی ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!آرڈر پلیز!جی، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو contribution لی جا رہی ہے اور جو مزدوروں کو salaries دی جا رہی ہیں کیا اس میں صرف cheque payments accept کی جا رہی ہیں یا محکمہ cash

payments بھیacceptکر رہا ہے؟ یعنی جن مزدوروں کوبغیرchequesکےcash paymentsدی جاتی ہیں کیا محکمہ ان کوas it is acceptکر رہا ہے،اگر کر رہا ہے توکیوں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!میں معزز ممبر سے ملتمس ہوں کہ ذرااپناسوال دُہرادیں، میں سمجھ نہیں سکا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!salary payکرنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ایک طریقہ یہ ہے کہ ملازم کوchequeدیا جائے اور ایک طریقہ یہ ہے کہ cashدیا جائے۔ محکمہ جوcontributionلے رہا ہے یاجوsocial security collectکر رہا ہے وہ جوcash paymentہو رہی ہے آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ جوtraceableنہیں ہے۔ میں اپنے کسی ملازم سے کہہ دوں کہ میں اسے دس ہزار روپے دے رہا ہوں اور declareکر دوں کہ چار ہزار روپے دے رہا ہوں کیا محکمہ جو وہdeclareکر رہے ہیں اس کوacceptکر رہا ہے یاصرف چیک پرpayment acceptکر رہا ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!معزز ممبر کی دو چیزیں میں سمجھ سکا ہوں۔ایکsocial security contributionہے جو صنعتی ادارے سوشل سکیورٹی کوادا کرتے ہیں، وہ ہم دونوں صورتوں میں وصول کر رہے ہیں۔ چیک کی صورت میں بھی اور کیش کی صورت میں بھی اور جو تنخواہ کی صورت میں مزدوروں کو صنعت کار paymentsکر رہا ہے وہ definitely cashکی صورت میں ہوں گی اس کے متعلق تو میں نہیں بتا سکتا اس لئے کہ وہ private transactionہے جو مالک مزدور کوpayکر رہا ہے وہ یقیناً کیش کی صورت میں ہوں گی۔ بعض جگہ پر ممکن ہے کہ جہاں سات ہزار روپے تنخواہ دی جارہی ہو وہ چیک کی صورت میں بھی ہو لیکن ہم جوcontributionوصول کر رہے ہیں، کاروباری اداروں سے سوشل سکیورٹی کی مد میں وصول کر رہے ہیں وہ ہم چیک اور کیش دونوں صورتوں میں وصول کر رہے ہیں۔ہمارے پاس ایک بڑا صاف ستھرا نظام ہے کہ جوcashہمارےdirectorate officeمیں وصول کیا جاتا ہے اس کیproper رسید جاری کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میرے خیال میں آپ سمجھ گئے ہیں، منسٹر صاحب بات کو نہیں سمجھ رہے۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ایک employer کے پاس فرض کیجئے 100 employees ہیں اور ان سو میں سے وہ پچاس کی تنخواہ دے رہا ہے by cheque اور یہ بڑی اہم بات ہے جو میں بتا رہا ہوں اور پچاس کی وہ تنخواہ دے رہا ہے cash میں۔ Cash declare کر رہا ہے کہ میں چھ ہزار سے above دے رہا ہوں۔اب وہ رجسٹر پر اس کے انگوٹھے لگواتا ہے کہ میں تمہیں چھ ہزار یا آٹھ ہزار یا نو ہزار دے رہا ہوں۔ یہ اس رجسٹر کی بنیاد کے اوپر اپنی contribution لے رہے ہیں یا صرف چیک کی بنیاد پر لے رہے ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!کوئی کاروباری ادارہ جتنے اپنے ملازمین show کرتا ہے اس کی تنخواہ کے تناسب سے ہم contribution لے رہے ہیں۔ یہ ہمارے لئے تعین اور چیک کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ کیا اتنے ہی لوگوں کا contribution دیا جا رہا ہے جو in original وہاں پر کام کر رہے ہیں۔یہی میری بات پچھلی ساری گفتگو سے منسوب ہے کہ یہ اتھارٹی اس وقت suspend ہے۔ ہم یہ چیک نہیں کر سکتے کہ کتنے لوگ کام کر رہے ہیں اور کتنوں کا contribution آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ کے دو سوال ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!آپ میری عرض سن لیں۔آپ بھی سمجھ رہے ہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں مزدوروں کی بہتری کے لئے کچھ کہنا چاہ رہا ہوں۔اگر یہ بار بار کہتے ہیں کہ اتھارٹی کی بات،اتھارٹی ان کے پاس ہے جب انکم ٹیکس میں ریکارڈ جاتا ہے تو اس کے ساتھ expense sheet لگتی ہے کہ اس میں اتنی salaries دی گئیں۔ یہ صرف ان salaries کی بنیاد پر اپنی contribution کریں تو یہ معاملہ سیدھا کر سکتے ہیں۔اتھارٹی بھی تو وہی آدمی استعمال کرے گا جو چاہے گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے ادارے ہیں جن کی تین لاکھ سے زیادہ آمدنی ہے وہ return دے رہا ہے اور اگر تین لاکھ نہیں بھی ہے تو پھر بھی BTL دے رہا ہے یعنی below taxable limit دے رہا ہے۔اس کو وہاں سے کیوں نہیں پکڑتے جو انکم ٹیکس میں سے deduction مانگ رہا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!یہ ایک اچھی proposal ہے، کسی بھی کاروباری ادارے کی سوشل سکیورٹی کو contribution دینے کو cross check کرنے کے لئے شیخ صاحب کی ایک اچھی proposal ہے اس کے اوپر ہم پیشرفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اس میں تو تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ ویسے ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! انتہائی اہم سوال ہے۔ اس سوال کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: ویسے سوال کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(ج) میں لکھا ہے کہ 5342 رجسٹرڈ فیکٹریاں ہیں اور ان کے اندر رجسٹرڈ مزدوروں کی تعداد 33ہزار 225 ہے۔ فی فیکٹری سات افراد بنتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گوجرانوالہ میں کیا صرف 33ہزار مزدور فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں؟ بات اصل میں یہ ہے کہ تین چار لاکھ کے قریب لوگ فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں۔ کارخانہ داروں کو سوشل سکیورٹی کی مد میں رقم کٹوانا پڑتی ہے اس کو کم سے کم کرنے کے لئے یہ اندراج مکمل نہیں کرتے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صرف دس فیصد مزدوروں کا اندراج ہے اور نوے فیصد مزدوروں کا اندراج ہی نہیں ہے اور یہ اندراج نہ ہونے کی وجہ سے مزدور تمام فوائد سے محروم رہتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے کہ دس فیصد مزدوروں کا اندراج ہے اور نوے فیصد کا نہیں ہے، اگر یہ سچ ہے تو اس میں بہتری کے لئے وزیر موصوف کیا کرنا چاہتے ہیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اس کو آپ رہنے دیں، اس کا جواب پہلے ہی آ گیا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اگر آپ مجھے House سے نہ نکالیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو دھاندلی مزدوروں کے خلاف ہو رہی ہے آپ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں اور مجھے اس کا جواب ہی نہیں دینے دیا۔ اڑھائی کروڑ افراد پنجاب کے اندر بحیثیت مزدور کام کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس صرف سات لاکھ مزدور رجسٹرڈ ہیں اور معاشرے میں معاشی ناانصافی کی یہی وجہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بات دہرا دیتا ہوں کہ یہ معاشی ناانصافی ختم نہیں ہو گی جب تک معاشی ناانصافی کو ختم کرنے کے لئے اس میں political will نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان کے سوال کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر!On her behalf

جناب سپیکر:یہ آپ نے اس بے چارے کو کیا کر دیا؟ محترمہ!on her نہیں ہوگا۔آپ نے ان کو مونث بنادیا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا!کل میں نے his کہا تھا تو آپ نے her کہہ دیا اور اگر آج میں نے her کہہ دیا ہے تو آپ his کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ الٹ کیوں کہتی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا!آپ مجھے confuse تو نہ کریں ۔آپ تو Custodian of the House ہیں اگر کوئی چھوٹی موٹی غلطی ہو جائے تو آپ کو ignore کرنا چاہئے اور موقع دینا چاہئے۔

جناب سپیکر:چلیں،مان لیا آپ کی غلطی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا!محکمے نے اس میں جواب دیا ہے کہ گھریلو صنعتیں ہیں،اس میں خواتین کو رجسٹرڈ کرنے کی تفصیلات۔Home Based Industry میں جو سوشل سکیورٹی کا نظام ہے۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ پہلے سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر:سوال نمبر4710 ہے.On his behalf(معزز خاتون ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

ملتان، گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی عورتوں کو رجسٹرڈ کرنے کی تفصیلات

*4710:**ملک محمد عامر ڈوگر**:کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر میں گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی عورتوں کو سوشل سکیورٹی میں رجسٹر کرنے کے لئے محکمہ کیا سہولیات فراہم کرتا ہے؟

(ب) اس وقت ملتان شہر میں چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی کتنی عورتوں کو رجسٹر کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان خواتین کو پنشن اور دیگر اولڈ ایج بینیفٹ حاصل نہیں ہیں، اگر جواب اثبات میں تو سال2008 میں جن عورتوں نے اس سہولت سے استفادہ کیا،ان کے ناموں وپتاجات سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ملتان شہر میں گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنیوالی خواتین کارکنان کو سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ کروانے کی ذمہ داری متعلقہ آجر پر عائد ہوتی ہے۔ سماجی تحفظ کے قوانین کے مطابق مذکورہ سکیم ان تمام صنعتی و تجارتی اداروں پر نافذالعمل ہے۔ جہاں پانچ یا اس سے زائد ملازمین کام کرتے ہیں۔ ان قوانین کے تحت مذکورہ اداروں کے مالکان پر عائد ہوتی ہے اور ادارہ ہذا ان کارکنان کو رجسٹرڈ کرنے کا پابند ہے جن کے کوائف متعلقہ آجرین ادارہ کو فراہم کرتے ہیں۔ تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد مطلوبہ رجسٹریشن کارڈ حاصل کر کے متعلقہ کارکنان سوشل سکیورٹی قوانین کے مطابق طبی سہولیات ومالی فوائد ودیگر مراعات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

(ب) اس وقت ملتان شہر میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ خواتین کارکنان کی کل تعداد 2050 ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے کہ تحفظ یافتہ کارکنان کو سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت پنشن کی سہولت حاصل نہ ہے۔ سوشل سکیورٹی سکیم کے دائرہ کار میں آنے والے تمام مرد و خواتین کارکنان دوران کار زخمی ہونے کی صورت میں قوانین کے مطابق علاج معالجہ اور مالی فوائد کے علاوہ معذوری کی پنشن کے بھی حقدار ہیں۔ علاوہ ازیں دوران کار زخمی ہونے کے نتیجے میں خدانخواستہ رجسٹرڈ کا ممبر کی موت واقع ہونے کی صورت میں اس کے ورثاء کو ادارہ سوشل سکیورٹی کی جانب سے لواحقین کی پنشن بھی ادا کی جاتی ہے اولڈ ایج بینیفٹ کے حوالے سے ملنے والی مراعات سے متعلق تفصیلات متعلقہ محکمہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! انہوں نے جواب کے جز(ب) میں فرمایا ہے کہ اس وقت ملتان شہر میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ خواتین کارکنان کی کل تعداد 2050 ہے۔ اس میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا 2050 کی تعداد درست ہے یہ ایک ضلع کی بات ہے ایک ضلع کا سوال ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آیا سوشل سکیورٹی کا ان کے پاس کیا طریق کار ہے کہ جس کے تحت یہ ان مزدوروں کو رجسٹرڈ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ home based چھوٹی صنعتوں میں خواتین کام کرتی ہیں محکمے کے پاس ان کی مارکیٹنگ کا طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت و انسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب والا!کوئی بھی ایسا business point فیکٹری، دکان، ہوٹل، دفتر اور پٹرول پمپ جہاں پر بھی بلا امتیاز خواتین و حضرات پانچ یا اس سے زیادہ لوگ کام کرتے ہیں، ملازمت کرتے ہیں اور جن کی تنخواہ دس ہزار روپے سے کم ہے ان کو سوشل سکیورٹی آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ کروانا اس کاروبار کے مالک کی قانونی ذمہ داری ہے اور سوشل سکیورٹی کی طرف سے اس میں کوئی رکاوٹ ہے، کوئی litigation ہے اور نہ ہی اس کو رجسٹرڈ کرنے میں کوئی problem ہے۔ ہر وہ کاروباری ادارہ جس میں پانچ یا پانچ سے زیادہ لوگ کام کرتے ہیں ہم انہیں رجسٹرڈ کرتے ہیں اور وہاں ان ملازمین کی تنخواہ کے چھ فیصد کے برابر contribution اس مالک کو ادا کرنا ہوتی ہے۔ ہم اس کے عوض انہیں علاج، تعلیم، شادی گرانٹ، death grant اور لیبر زکالونیوں میں گھر دیتے ہیں۔ کوئی بھی مزدور تنخواہ کا صرف چھ فیصد contribution ادا کر کے زندگی کی بنیادی سہولتوں سے مستفید ہو سکتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر:جناب سپیکر! میرے علم کے مطابق ابھی تک ان خواتین کو سوشل سکیورٹی کا حق ملا ہی نہیں۔ جن گھروں میں چھوٹی انڈسٹری لگی ہوئی ہے اور وہاں دس سے زیادہ کام کرنے والی خواتین ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کے پاس علاج کی کوئی ایسی سہولت نہیں ہے۔ اگر دوران کام کسی کو heart attack ہو جائے یا ایکسیڈنٹ ہو جائے تو لیبر ڈیپارٹمنٹ ان کی کچھ مدد نہیں کرتا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر! کسی بھی خاتون / مرد مزدور کو علاج کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اس کا ہمارے پاس رجسٹرڈ ہونا بڑا ضروری ہے۔ کوئی ایسا کا ممبر جو ہمارے پاس رجسٹرڈ ہے اور ہم نے اسے طبی سہولتیں نہ دی ہوں تو پھر میں ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہوں۔ سوشل سکیورٹی کے پاس ہر بڑے شہر میں بہت اچھے اور پوری طرح سے وسائل یافتہ ہسپتال موجود ہیں اور ہماری علاج کی سہولتیں کہیں بہتر ہیں۔

انجینئر شہزاد الہیٰ:جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ یہ ادارے صنعتی مزدوروں کو کیا کیا سہولتیں فراہم کر رہے ہیں جس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ملازمین کو جہیز فنڈ، death grant تعلیمی وظائف وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ ہر بڑی فیکٹری میں تین category کے ملازمین ہوتے ہیں، ایک regular, daily wages and piece work کیا تینوں categories کے workers کو یہ سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہم تینوں قسم کی categories کو یہ سہولتیں مہیا کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں لیکن شرط وہی ہے کہ اگر اس کا employer اسے سوشل سکیورٹی کا کارڈ بنا دے۔ جس کے پاس بھی کارڈ ہے چاہے وہ daily wages پر ہے کنٹریکٹ پر ہے یا مستقل ہے قانون سب کے لئے ایک جیسا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اب نہیں۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر: On her behalf سوال نمبر 4733 ہے (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا۔ محکمہ محنت کے ادارہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*4733: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع کو سال 08-2007 اور 9-2008 کے دوران کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) یہ رقم کن کن اداروں اور منصوبہ جات پر خرچ ہوئی؟

(د) اس ضلع میں کہاں کہاں محکمہ محنت کی ڈسپنسریاں اور ہسپتال چل رہے ہیں؟

(ہ) اس ضلع میں مزید کس کس جگہ ڈسپنسریاں اور ہسپتال بنانے کی ضرورت ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سرگودھا میں ادارہ ہذا کے دفاتر اور ہسپتالوں اور دیگر طبی مراکز میں کام کرنے والے ملازمین کی کل تعداد 126 ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن کی مد میں سال 08-2007 کے دوران۔/21868907 روپے جبکہ مالی سال 09-2008 کے دوران اس مد میں۔/31219773 روپے کی رقم وصول ہوئی۔

(ج) سماجی تحفظ کے قوانین کی رو سے صوبہ پنجاب میں قائم صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے ملازمین اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مکمل طبی سہولیات اور بیماری، دوران کار زخمی ہونے، زچگی اور فوتیدگی کی صورت میں نقد معاوضہ جات کی ادائیگی ادارہ سوشل سکیورٹی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ان کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج معالجہ مہیا کرنے کی غرض سے ادارہ سماجی تحفظ نے پنجاب کے تمام بڑے اضلاع میں 11 بڑے، 6 چھوٹے ہسپتال اور 264 ڈسپنسریاں اور ایمرجنسی سنٹرز قائم کر رکھے ہیں۔ زیادہ پیچیدہ بیماریوں کے علاج کے لئے ان مریضوں کو سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے جہاں پر طبی مشاورت کے علاوہ ان ڈور اور آؤٹ ڈور علاج معالجہ کی جامع طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔مزید برآں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو نقد معاوضہ جات کی ادائیگی بھی کی جاتی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

- بیماری کی صورت میں کارکنان کو سال میں 121 دن تک اجرت کے 75 فیصد کی شرح سے ادائیگی۔
- کا ممبر کے انتقال پر (یومیہ معاوضہ بیماری 30X) شرح سے جبکہ کارکنان کے لواحقین کے انتقال پر پانچ ہزار روپے بطور اخراجات تجہیز و تکفین کی ادائیگی
- خاتون کا ممبر کے بیوہ ہونے کی صورت میں دوران عدت 100 فیصد اجرت کے مساوی معاوضہ کی ادائیگی
- دوران کار زخمی ہونے پر جزوی معذوری 20 فیصد سے زائد ہو تو مخصوص شرح سے معذوری کی پنشن کی ادائیگی
- دوران کار زخمی ہونے پر معذوری کی شرح 66 فیصد سے زائد ہو تو اجرت کے 100 فیصد مساوی پنشن کی ادائیگی۔
- دوران کار زخمی ہو کر انتقال کر جانے کی صورت میں اجرت کے 100 فیصد مساوی پسماندگان کو پنشن کی ادائیگی۔
- بیوی بچوں کی عدم موجودگی میں مرحوم کا ممبر کے ماں باپ یا بہن بھائیوں کو پسماندگان پنشن کی ادائیگی۔
- پنشن یافتہ معذور کارکنان، ان کے زیر کفالت لواحقین اور مرحوم کارکنان کے پسماندگان کو بلا معاوضہ ساری زندگی مکمل طبی سہولیات کی فراہمی
- کارکنان اور ان کے لواحقین کے لئے معذوری یا پسماندگان کی پنشن کے لئے کم از کم ماہانہ شرح -/770 روپے مقرر کر دی گئی ہے۔

❖ سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں داخل مریضوں کو خرچہ خوراک –/100 روپیہ روزانہ کے حساب سے ادائیگی۔

(د) ادارہ ہذا کے زیر انتظام ضلع سرگودھا میں 2 میڈیکل سنٹرز، 4 ڈسپنسریاں اور 3 ایمرجنسی سنٹرز قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل مع پتاجات درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام ڈسپنسری/میڈیکل سنٹر وغیرہ	پتا
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	29 ٹیل سرگودھا
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز شاہ پور
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر انڈسٹری سیال موڑ سرگودھا
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز فروکہ ضلع سرگودھا
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز لاہور روڈ سرگودھا
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ سرگودھا
9	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	اویس قرنی سپننگ ملز سرگودھا

(ہ) حکومت پنجاب کے وضع کردہ criteria کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارہ ان علاقوں میں اپنے ہسپتال قائم کرتا ہے جہاں تحفظ یافتہ کارکنان کی معقول تعداد موجود ہوتی ہے۔ہسپتال و دیگر طبی مراکز کے قیام کے لئے تحفظ یافتہ کارکنان کی درج ذیل کم از کم تعداد کو مدنظر رکھا جاتا ہے:-

نمبر شمار	طبی مراکز	مقرر کردہ کم از کم تعداد
1	ایمرجنسی سنٹر	250
2	ڈسپنسری	750
3	میڈیکل سنٹر	1500
4	25 بستروں کا ہسپتال	5000
5	50 بستروں کا ہسپتال	10000
6	100 بستروں کا ہسپتال	25000

ضلع سرگودھا میں 50 بستروں پر مشتمل ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ پہلے ہی زیر غور ہے اور اس ہسپتال کی تعمیر کے لئے قطعہ اراضی حاصل کرنے کے لئے ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں۔علاوہ ازیں مستقبل میں جب بھی تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد میں اضافہ کی بدولت طبی مراکز قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی،ادارہ اس ضمن میں ضروری اقدامات کرے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ابھی وزیر موصوف نے ذکر کیا ہے کہ تمام بڑے شہروں میں سوشل سکیورٹی کے ہسپتال موجود ہیں اور بڑی اچھی حالت میں ہیں۔میں اپنے علاقے سلانوالی شہر کا ذکر کرنا چاہتی ہوں۔انہوں نے جز(ہ) کے جواب میں criteria بتایا ہے کہ 250 پر ایمرجنسی سنٹر ہوتا ہے،750 پر ڈسپنسری،1500 پر میڈیکل سنٹر اور 5000 پر 25 بستروں کا ہسپتال ہوتا ہے لیکن ادھر کی آبادی تقریباً چھتیس ہزار ہے،وہاں پر سوشل سکیورٹی کا ایسا کوئی سنٹر،ایمرجنسی سنٹر یا ہسپتال کچھ بھی موجود نہیں ہے۔وہاں پر ہینڈی کرافٹ،مائنز اینڈ منرل کے کام میں بہت زیادہ لوگ involved ہیں،کیا انہیں سوشل سکیورٹی کی ضرورت نہیں ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!اگر سلانوالی میں چھتیس ہزار رجسٹرڈ ورکرز ہیں تو کل ہی وہاں جاکر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھتے ہیں۔وہاں پر چھتیس ہزار تعداد نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں نے سلانوالی کا آبادی بتائی ہے اور وہاں پر جو کام ہو رہا ہے، وہاں پر جو انڈسٹریز functional ہیں،ان کا بھی ذکر کیا ہے۔یہ منسٹر ہیں،میں نہیں ہوں۔مجھے یہ نہیں پتا کہ ان میں سے کتنے لوگ بطور ورکر رجسٹرڈ ہیں۔ہینڈی کرافٹ،مائنز اور منرل ایسی انڈسٹریز نہیں ہیں کہ لوگ گھر بیٹھ کر مائنز نکال رہے ہیں، مٹی پتھر بجری گھر بیٹھ کر نہیں نکالے جاتے،obviously وہ ورکر ہی ہیں۔ان چیزوں کو دیکھنے کے لئے ان کا محکمہ کیا کر رہا ہے،اگر ایک علاقے میں انڈسٹریز چل رہی ہیں اور وہاں پر رجسٹریشن نہیں ہو رہی تو محکمہ اس سلسلے میں کیا لائحہ عمل اختیار کر رہا ہے؟

جناب سپیکر!انہوں نے جز(ہ) کے جواب میں لکھا ہے کہ ضلع سرگودھا میں پچاس بستروں پر مشتمل ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ پہلے ہی زیر غور ہے تو یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچنے میں کتنے سال لے گا،اس کی کوئی deadline بھی دے دیں کہ یہ منصوبہ کب سے زیر غور ہے اور کب ختم ہو گا،انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں،انہیں پیسے کس نے دینے تھے،آیا وہ پیسے حکومت پنجاب نے دینے تھے یا وفاقی حکومت نے دینے تھے اس کی بھی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!میں نے کسی سوال کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں،میں یہ بات اعزاز سے کہہ سکتا ہوں کہ شاید میں واحد وزیر ہوں جو یہ نہیں کہتا کہ پیسے نہیں ہیں،ہمارے پاس بہت پیسے ہیں۔ہم سرگودھا میں پچاس بیڈز کا ہسپتال

بنانا چاہ رہے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ ہم دسمبر تک اس کے لئے زمین حاصل کر لیں گے، ورکرز ویلفیئر فنڈز اسلام آباد ہمیں اس کی تعمیر اور اسے دو سال چلانے کے لئے پیسے دینا چاہتا ہے، انشاء اللہ ہم جنوری تک اس کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ میری بہن جو کہہ رہی تھیں کہ چھتیس ہزار لوگ ہیں، یقیناً ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے چھتیس ہزار آبادی کہا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں ہاؤس کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ سوشل سکیورٹی ایک Autonomous Body ہے اور اپنے وسائل خود پیدا کرتی ہے۔ کسی سے donation نہیں لیتی، کوئی حکومت grant نہیں دیتی، ہم contribution کے ذریعے پیسے اکٹھے کرتے ہیں اور ہمیں جن علاقوں سے contribution آتا ہے ان علاقوں میں ترجیحاً اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں۔ اگر ادھر سے contribution کی اتنی amount آ رہی ہے تو میں سلانوالی میں بھی کوئی میڈیکل سنٹر یا ڈسپنسری ضرور قائم کرنے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پوچھا یہ گیا تھا کہ اس ضلع میں کس کس جگہ پر ڈسپنسریاں اور ہسپتال بنانے کی ضرورت ہے۔ محترم وزیر جو floor پر جواب دے رہے ہیں اگر یہ دے دیتے تو میں کبھی یہ سوال نہ کرتی۔ انہوں نے خود جواب دیا ہے کہ اگر 250 ہوں گے تو ہم ایمرجنسی سنٹر بنائیں گے، 750 ہوں گے تو ڈسپنسری بنائیں گے، 1500 ہوں گے تو میڈیکل سنٹر بنائیں گے یا تو یہ کہہ دیتے کہ چونکہ اس علاقے سے ہمیں کچھ نہیں مل رہا اس لئے وہاں ورکر کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ یہ تو irrelevant جواب ہوا۔ وزیر موصوف نے جو دسمبر اور جنوری کی deadline دی ہے اگر اس کے ساتھ سال بھی بتا دیں تو میں بڑی مشکور ہوں گی۔

جناب سپیکر: آپ نے سنا نہیں، وہ اسی سال کا بتا رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے مہینہ specify کیا ہے لیکن سال نہیں بتایا۔ وہ اس مہینے کا سال بھی بتا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ اسی سال کی بات کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! چونکہ میرا علاقہ ہے اس لئے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: علاقے تو نزدیک نزدیک ہیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سلانوالی میں مائنز اینڈ منرل کا بہت بڑا کاروبار ہو رہا ہے جہاں سے لاکھوں بے روزگار لوگوں کو روزگار مل رہا ہے اور وہاں پر مزدور occupied ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ وہاں سے ہینڈی کرافٹ پورے ملک اور انٹرنیشنل سطح پر برآمد کی جاتی ہے۔ کیا منسٹر صاحب یا ان کا محکمہ ایسا ارادہ رکھتا ہے کہ وہاں کے مائنز اور منرل کے مزدوروں اور ہینڈی کرافٹ کے مزدوروں کو educate کیا جائے تاکہ وہ اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں اور کیا کوئی ایسا ارادہ رکھتے ہیں کہ وہاں سلانوالی شہر میں کوئی سوشل سکیورٹی ہسپتال بنا دیا جائے جس سے وہاں کے مزدوروں کو فائدہ ہو؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہم نے پنجاب بھر میں قطع نظر اس کے کہ ہر تحصیل کے اندر مزدور کی کیا تعداد ہے بلا امتیاز جدھر ہمارے اپنے سکولز نہیں ہیں وہاں پرائیویٹ سکولوں کے ساتھ ہمارے agreement کا process مکمل ہوا چاہتا ہے۔ جیسے اگلے پندرہ بیس دن میں یہ process ہو جائے گا تو پنجاب میں جدھر بھی کوئی مزدور اپنے بچوں کو پڑھانا چاہے گا تو میرا لیبر آفیسر جا کر اس کی تعلیم کے تمام اخراجات اس کی تحصیل میں اس سکول میں ادا کرے گا۔ ان کی یونیفارم، ان کی ٹرانسپورٹ، ان کی کتابوں اور فیسوں کا انتظام لیبر ڈیپارٹمنٹ نے کرنا ہے اور میں سب دوستوں کو offer کر رہا ہوں کہ یہ بھی بچوں کو DPS، ایجوکیٹرز، City School میں داخل کرائیں۔ میں ایجوکیشن کی مد میں رجسٹریشن کی شرط کو بھی ختم کر رہا ہوں۔ ہم ہر بچے کو پہلی کلاس سے ایم اے تک محکمہ کے اخراجات پر تعلیم دلوائیں گے، خواہ وہ بیرون ملک جا کر پڑھنا چاہتا ہو، خواہ وہ انجینئر یا ڈاکٹر بننا چاہتا ہو، ہر رجسٹرڈ مزدور کے بچے کی تعلیم کے اخراجات لیبر ڈیپارٹمنٹ اپنے ذمہ لے رہا ہے۔ ہم نے اس حوالے سے پالیسی، طریق کار اور دوسری چیزیں طے کر لی ہیں اور اب ہم منتظر ہیں کہ سوال کرنے والے دوست مجھ سے کتنے بچوں کے admission کے لئے کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: معزز ممبر نے ایک اور بات پوچھی ہے کہ کیا آپ سلانوالی میں کوئی ہسپتال بنانا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہسپتال کے حوالے سے یہ عرض ہے کہ وہاں پر رجسٹرڈ مزدوروں کی تعداد دیکھ کر ہی میں اپنے بھائی کو بتا سکوں گا کہ آیا وہاں پر ہم ایمرجنسی سنٹر بنا سکتے ہیں یا میڈیکل سنٹر بنا سکتے ہیں۔ البتہ ان کے ضلع میں تو ہم 50 beds کا ہسپتال بنانے جا رہے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! یہ مزدور لوگ ان پڑھ ہیں اور صبح سے شام تک مزدوری کرتے رہتے ہیں۔ وہ کوئی اخبار نہیں پڑھتے، انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ کس طرح سے رجسٹرڈ ہونا ہے اور اس کا کیا طریق کار ہے؟ منسٹر صاحب اپنے محکمہ کے لوگوں کی وہاں پر ڈیوٹی لگا دیں جو کہ ان مزدوروں کو رجسٹرڈ کریں۔ وہاں پر پتھر اور handicraft کی بڑی اچھی مارکیٹ ہے۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر وہاں پر جا کر ان مزدوروں کو اس پالیسی کے بارے میں آگاہ کر دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے، تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب میں سوال کرنے کے لئے اٹھتی ہوں تو bell بج جاتی ہے، آپ میرا سوال نہیں لیتے۔ میری باری ہی نہیں آ رہی جبکہ میں نے بڑے اہم سوال پوچھنے ہیں۔ بچوں کو سکول میں داخل کروانے کے حوالے سے ابھی منسٹر صاحب نے ذکر کیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر کوئی مزدور کا بچہ کسی پرائیویٹ سکول میں پڑھ رہا ہے تو کیا یہ اس پرائیویٹ سکول کی فیس ادا کرنے کا بھی ذمہ لیں گے یا صرف سرکاری سکول میں ہی مزدور کے بچوں کو پڑھائیں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے تو بڑا واضح طور پر کہا ہے کہ ایجوکیٹر، سٹی سکول یا کسی بھی پرائیویٹ سکول میں مزدور کے بچے کو داخل کروا سکتے ہیں اس کی فیس وغیرہ سب کچھ ان کا محکمہ pay کرے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہی ہوں کہ جن مزدوروں کے بچے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں کیا ان کی فیس بھی ان کا محکمہ ادا کرے گا؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بڑے سادہ الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ مزدور کا بچہ جدھر بھی پڑھ رہا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے وہ پڑھے اس کے تعلیمی اخراجات ادا

کرنا ہماری ذمہ داری ہوگی۔ پرائیویٹ سکول یا سرکاری، اس وقت جدھر بھی بچہ پڑھ رہا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اس کے اخراجات ادا کرنا محکمہ کی ذمہ داری ہے۔ اس حوالے سے ہمارے پاس وسائل موجود ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پتوکی میں ایک بھٹہ مزدور کے بچے کو فیس نہ دینے کی بناء پر پرائیویٹ سکول سے نکال دیا گیا ہے۔ اس کی ایک ماہ کی فیس -/600 روپے ہے۔ پچھلے پانچ ماہ سے اس کے والد فیس ادا نہیں کر سکے جس کی وجہ سے بچے کو سکول سے نکال دیا گیا ہے۔ اس کی والدہ میرے پاس آئی تھی، میں منسٹر صاحب کو آج ہی اس بچے کے حوالے سے سارے particulars دے دوں گی اور امید کروں گی کہ اس بچے کی فیس ان کا محکمہ ادا کر دے گا۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! محترمہ مجھے اس بچے کے حوالے سے پوری تفصیل دے دیں اس کی فیس انشاء اللہ تعالیٰ صبح ادا کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب میرے حلقے میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پر تقریباً 20 کے قریب factories ہیں۔ انہوں نے وہاں پر فرمایا تھا کہ چونکہ یہاں پر مزدوروں کی تعداد کافی زیادہ ہے اس لئے میں یہاں پر ایک ہسپتال کے قیام کا اعلان کرتا ہوں، آپ اس کے لئے زمین تلاش کریں۔ ہم زمین تلاش کر چکے ہیں۔ اب منسٹر صاحب on the floor of the House ہمیں بتا دیں کہ وہ کب اس ہسپتال کا افتتاح فرما رہے ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میرے بھائی شاہ صاحب نے میری کہی ہوئی بات میں تھوڑا سا فرق ڈال دیا ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ آپ زمین donate کر دیں تو یہاں پر ہسپتال بنا دیا جائے گا۔ اب یہ جس دن زمین donate کریں گے میں اگلے دن ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ زمین donate کر دیں، دیکھا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے یہ نہیں کہا تھا لیکن اگر یہ کل ہسپتال کا افتتاح کرتے ہیں تو میں زمین donate بھی کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ بس آپ کا کام بن گیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب منسٹر صاحب کوئی تاریخ تو دیں کہ کب افتتاح کریں گے ؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسے تو وہ تاریخ نہیں دے سکتے۔ پہلے آپ ان کے محکمے کے نام زمین انتقال کروائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں on the floor of the House commit کر رہا ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جیسے ہی مناسب زمین لیبر ڈیپارٹمنٹ کے نام منتقل ہونے کے کاغذات آپ کے پاس پہنچیں گے اگلے ہی گھنٹے ہم دونوں سنگ بنیاد رکھنے جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب میں نے زمین اٹھا کر لیبر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے تو نہیں کرنی۔ ان کے لیبر افسر مفت کی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ منسٹر صاحب ان کو میرے پاس بھجوائیں میں اگر زمین نہ دوں، انکار کروں تو پھر آپ کو آ کر بتائیں۔

جناب سپیکر: چلیں، جس دن آپ انتقال کروا دیں گے اسی دن آپ کے ہاں ہسپتال کا افتتاح منسٹر صاحب کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو صبح زمین ان کے محکمہ کے نام منتقل کروانے کے لئے تیار ہوں۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی میرے پاس آئے تو سہی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اپنے محکمہ کے کسی آدمی کو شاہ صاحب کے پاس بھیجیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جی، بہتر ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملازمین دفتر روزگار کے لئے سروس رولز / سروس سٹرکچر کا اجراء

*2963: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ دفتر روزگار ایک فعال ادارہ تھا جو آجر اور اجیر کو مفت خدمات دیتا تھا؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ اس ادارہ کو یکم جون 1994 کو بند کر دیا گیا تھا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اس ادارے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یکم جولائی 2000 سے بحال کر دیا مگر ایک ادارے کے طور پر ابھی تک بحال کیا گیا اور نہ ہی کوئی علیٰحدہ سروس رولز وغیرہ وضع کئے گئے ہیں؟

(د) کیا حکومت دفتر روزگار کے ملازمین کے سروس رولز / سروس سٹرکچر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) حکومت دفتر روزگار کے ملازمین کے سروس رولز اور سٹرکچر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس سلسلے میں پہلے مرحلے پر تمام موجودہ مینجر ایمپلائمنٹ ایکسچینج کو سکیل نمبر 16 سے سکیل 17 میں اپ گریڈ کر دیا گیا ہے۔

پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی کالونیوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4292: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی کالونیوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں ہیں نیز ان کالونیوں میں پلاٹوں، گھروں اور فلیٹس وغیرہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

پنجاب میں لیبر کالونیوں کی تعداد 27 ہے۔ان کالونیوں میں پلاٹوں، گھروں اور فلیٹس وغیرہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان، محکمہ کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4709: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میں مزدوروں کی ویلفیئر کے کل کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کل کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) یہ ادارے صنعتی مزدوروں کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہے ہیں؟

(د) ملتان میں محکمہ کے زیر کنٹرول کتنی فیکٹریاں و کارخانے رجسٹرڈ ہیں ان میں کتنے کتنے مزدور اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور ان میں سے کتنے مزدوروں کو محکمہ سہولیات فراہم کر رہا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ملتان میں مزدوروں کی ویلفیئر کے لئے درج ذیل 5 ادارے کام کر رہے ہیں۔

1. ضلعی دفتر لیبر ویلفیئر
2. محکمہ سوشل سکیورٹی (جو ضلعی آفیسر لیبر کے ماتحت نہ ہے)
3. ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ماتحت سکول مردانہ / زنانہ
4. ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ملازمین
5. ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ (وفاقی محکمہ)

(ب) ضلعی دفتر ویلفیئر ملتان میں بشمول ملازمین ورکرز ویلفیئر بورڈ کی کل منظور شدہ تعداد 58 ہے جبکہ سوشل سکیورٹی کے اداروں میں 576 ملازم ہیں۔ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے دو سکولوں میں سٹاف کی تعداد 145 ہے۔

(ج) ضلعی دفتری لیبر ویلفیئر ملتان رجسٹرڈ فیکٹری کے ملازمین کو جہیز فنڈ ڈیتھ گرانٹ، تعلیمی وظائف، مزدوروں کے بچوں اور بچیوں کے لئے مفت تعلیم اور ان کے آمد و رفت و یونیفارم کی سہولیات مہیا کرتا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔ سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت سہولیات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

جنوری2008 تا نومبر2009

(1)مستفید ہونے والے مزدوروں کی کل تعداد			668
(2)میرج گرانٹ		کارکنان کی تعداد	تقسیم شدہ رقم
		397	39,20,000
(3)	ڈیتھ گرانٹ	46	11100000
(4)	تعلیمی وظائف	225	44,70,749
کل ورکرز		668 کل تقسیم شدہ رقم	1,94,90,749

(د) ضلع ملتان میں رجسٹرڈ فیکٹریوں کی کل تعداد 412 ہے جن میں کل 30057 مزدور کام کر رہے ہیں۔ تاہم ورکرز کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور اہل ورکرز کو جو درخواست دیتا ہے وہ ضلعی سکروٹنی کمیٹی میں پیش کی جاتی ہے۔ بعد از منظوری کیس ورکرز ویلفیئر بورڈ کو ارسال کر دی جاتی ہے۔ مستفید ہونے والے کارکنان کی کل تعداد 668 ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ محکمہ کے ہسپتال وڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5126: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ کے تحت کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں چل رہی ہیں؟

(ب) ان کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم دی گئی؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ضلع میں مزید ہسپتال اور ڈسپنسریاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ برائے ملازمین پنجاب کے زیر انتظام، ضلع فیصل آباد میں ایک بڑا ہسپتال اور تیئس سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں قائم طبی مراکز کا انتظام چلانے اور رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج معالجہ کی فراہمی کی مد میں مالی سال 08۔2007 اور مالی سال 09۔2008 کے دوران بالترتیب 2,62,61,223/- اور 2,34,85,381/- روپے دیئے گئے جبکہ سوشل سکیورٹی ہسپتال، فیصل آباد کو اس مد میں

مالی سال08۔2007 اور مالی سال09۔2008 کے دوران بالترتیب ۔/17,64,61,095 اور ۔/20,15,89,265 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ج) مذکورہ طبی مراکز سوشل سکیورٹی ہسپتال، فیصل آباد میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل مع تعداد اور گریڈ درج ذیل ہے:۔

طبی مراکز میں خالی اسامیاں:

نمبر شمار	عہدہ	پے سکیل گروپ	خالی اسامیوں کی تعداد
1	میڈیکل آفیسر (Medical Officer)	PPG-12	02
2	وومن میڈیکل آفیسر (Woman Medical Officer)	PPG-12	02
	ٹوٹل		04

سوشل سکیورٹی ہسپتال، فیصل آباد میں خالی اسامیاں:۔

نمبر شمار	عہدہ	پے سکیل گروپ	خالی اسامیوں کی تعداد
1	ہسٹوپتھالوجسٹ (Histopathologist)	PPG-14	01
2	اسنتھیٹیسٹ (Anesthetist)	PPG-13/14	02
3	انکالوجسٹ (Oncologist)	PPG-13/14	01
4	ٹی بی سپیشلسٹ (T.B Specialist)	PPG-13/14	01
5	نیفرالوجسٹ (Nephrologists)	PPG-13/14	01
6	ڈینٹل سرجن (Dental Surgeon)	PPG-13/14	01
7	میڈیکل آفیسر (Medical Officer)	PPG-12	10
	ٹوٹل		17

ادارہ ہذا نے مذکورہ بالا اسامیوں پر بھرتی کے لئے کئی مرتبہ اشتہارات شائع کروائے ہیں تاہم چونکہ اسامیوں پر بھرتی کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جانی مقصود تھی جس کی بناء پر ڈاکٹرز حضرات ادارہ ہذا کی ملازمت اختیار کرنے میں ہچکچاہٹ ظاہر کرتے تھے۔اب حکومت پنجاب کی طرف سے ڈاکٹرز کو ریگولر کرنے کے بعد، محکمہ ہذا میں بھی ان اسامیوں پر ریگولر کی بنیاد پر بھرتی کا عمل کیا جائے گا اور یہ امید کی جاتی ہے کہ ان اسامیوں پر جلد از جلد تعیناتی مکمل ہو جائے گی۔

(د) ادارہ ہذا کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں حکومت پنجاب کے قائم کردہ معیار کے مطابق، ان علاقوں میں قائم کی جاتی ہیں جہاں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کی کافی تعداد موجود ہو۔ فی الوقت ضلع فیصل آباد میں قائم ہسپتال اور دیگر طبی مراکز موجودہ تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے کافی ہیں تاہم مستقبل میں کارکنان کی تعداد

میں اضافہ کی صورت میں ادارہ ہذا یقیناً ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مزید طبی مراکز قائم کرنے کے لئے ضروری اقدامات عمل میں لائے گا۔

محکمہ کے تحت رجسٹرڈ فیکٹریوں اور کارخانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5129: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت کے تحت کل کتنی فیکٹریاں اور کارخانہ جات رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان میں کل کتنے ورکرز کام کر رہے ہیں اور ان سے سالانہ کتنی رقم ورکرز ویلفیئر فنڈز کے تحت موصول ہوتی ہے؟

(ج) محکمہ بورڈ کو سال 08-2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم ملی؟

(د) ان سالوں کے دوران ورکرز کی ویلفیئر کے لئے کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کس کس جگہ کون کون سے ادارے قائم کئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت پنجاب میں فیکٹریز ایکٹ کے تحت 31۔مارچ 2010 تک کل 10275 فیکٹریاں رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) ان میں کل 656788 ورکرز کام کرتے ہیں۔

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کو مذکورہ سالوں میں مندرجہ ذیل رقم ملی ہے:۔

نمبر شمار	سال	بجٹ گرانٹ
1	2007۔08	1,235.400 ملین روپے
2	2008۔09	1,795.750 ملین روپے
	میزان	3,031.150 ملین روپے

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے مذکورہ سالوں میں مندرجہ ذیل رقم خرچ کی ہے:۔

نمبر شمار	سال	اخراجات
1	2007۔08	1,155.258 ملین روپے
2	2008۔09	1,767.074 ملین روپے
	میزان	2,922.332 ملین روپے

(ہ) ان سالوں کے دوران مندرجہ ذیل ادارے قائم کئے گئے۔

نمبر شمار	ادارے کا نام	جگہ کا نام
1	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز)	فیصل آباد
2	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز)	فیصل آباد
3	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز/گرلز)	سیالکوٹ

4	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز/گرلز)	سرگودھا
5	ورکرز ویلفیئر کمپلیکس	ڈیفنس روڈلاہور
6	لیبر کالونی	مظفر گڑھ
7	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز/گرلز)	قصور

ضلع سیالکوٹ، محکمہ محنت کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5226:رانا آصف محمود:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ محنت میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی خالی ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ ہذا نے لیبر کی سہولیات اور فلاح و بہبود کے لئے کون کون سے منصوبے شروع کر رکھے ہیں؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ لیبر کی تعداد کتنی ہے؟

(د) اس ضلع میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ صنعتوں اور کارخانوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ محنت میں منظور شدہ25اسامیاں ہیں جن میں5اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ ہذا نے لیبر کی سہولیات اور فلاح و بہبود کے لئے لیبر کالونیز،بچوں کی تعلیم کیلئے4سکول،کارکنان کی بچیوں کی شادی کے لئے گرانٹ،بچوں کی تعلیم کے لئے تعلیمی وظائف اور کارکنان کی فوتیدگی پر ورثاء کو ڈیتھ گرانٹ دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ علاج کے لئے سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں۔

(ج) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ لیبر کی تعداد27072ہے۔

(د) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ ہذا سے رجسٹرڈ صنعتوں اور کارخانوں کی تعداد554ہے۔

ضلع سیالکوٹ، سال09-2008اور10-2009کا بجٹ و دیگر تفصیلات

*5227:رانا آصف محمود:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ محکمہ محنت کو سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم سالانہ وصول ہوئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے کون کون سے نئے منصوبے کس کس جگہ کتنی لاگت سے شروع کئے گئے؟

(ج) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ضلع میں محکمہ ہذا کے سکولوں پر خرچ ہوئی نیز سکولوں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران اس ضلع میں محکمہ ہذا کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم محکمہ کے ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے/ڈی اے اور ان کے زیر استعمال گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت ضلع سیالکوٹ وسال 09۔2008 کے دوران بجٹ کی مد میں 44,78,000اور سال10۔2009 کے دوران میں۔/45,47,000وصول ہوئی۔

(ب) ان سالوں کے دوران محکمہ محنت سیالکوٹ کی طرف سے کوئی منصوبہ شروع نہ کیا گیا۔

(ج) اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر	سکول کا نام	خرچہ(09-2008)	خرچہ(10-2009)
1	قائداعظم پبلک سکول(طلباء)	13793617	8420734
2	قائداعظم پبلک سکول(طالبات)	14626105	8313408
3	ورکرز ویلفیئر بورڈ سکول(طلباء)	312550	2192354
4	ورکرز ویلفیئر بورڈ سکول(طالبات)	217293	2093886

(د) اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

طبی مراکز/ہسپتال	جولائی2009-فروری2010	2008-09
ڈسپنسریاں	Rs. 17,99,988/-	Rs. 25,69,047/-
ہسپتال	Rs. 4,40,44,249/-	Rs. 4,55,73,856/-

(ہ) محکمہ محنت سیالکوٹ کے ملازمین کو سال09۔2008میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ 42,00,389/-ملازمین کوٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ۔/34,652روپے اور گاڑیوں پر مبلغ۔/1,28,528روپے خرچ کئے گئے اور سال10۔2009 میں تنخواہوں کی مد میں مبلغ۔/42,84,076ملازمین کوٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ۔/14,280روپے اور گاڑیوں پر مبلغ۔/1,18,342روپے خرچ کئے گئے۔

ضلع خانیوال، محکمہ کے سکولوں میں ٹیچرز کی بھرتی کی تفصیلات

*5481: رانا بابر حسین: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2009 سے اب تک ضلع خانیوال محکمہ محنت کے سکولوں میں کتنے ٹیچرز کو کس کس پوسٹ پر بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل بتائیں؟

(ب) لیبر ویلفیئر سکول میاں چنوں میں کتنے ٹیچرز کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ج) ان ٹیچرز کی اسامیوں کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں جمع کروائیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور ڈومیسائل بتائیں؟

(د) یہ بھرتی کس مجاز اتھارٹی نے کی، اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) 2009 سے اب تک ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) میاں چنوں میں 05 ایس ایس ای اور 01 عربی ٹیچر بھرتی کی گئی ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	جوائننگ جارج	ورکنگ	جوائن ورکنگ	استعفیٰ	ٹرمینیٹ
1)	فاخر شاہد	شاہد جاوید اختر	ایس ایس ای	M.Sc (Bio)	خانیوال	03-05-09	-	-		31-08-09
2)	آمنہ کنول	غلام رسکھیم	ایس ایس ای	M.Sc (B.Ed.)	"	11-05-09	ورکنگ	-	-	-
3-	بشریٰ طہور	طہور حسین	ایس ایس ای	M.A B.Ed.	-	12-05-09	03-11-09	جوائن ورکنگ	-	4-11-09
4)	روبینہ یاسمین	بشیر احمد	عربی ٹیچر	M.A B.Ed.	"	15-05-09	"	"	"	02-09-09
5)	طیبہ سلیم	محمد منشا سلیم	ایس ایس ای	M.Sc B.Ed	"	18-05-09	"	"	02-09-09	-
6)	فوزیہ کوثر	محمد اشرف	ایس ایس ای	M.Sc B.Ed	"	جوائننگ نہیں دی	-	-	-	-

(ب) لیبر ویلفیئر سکول میاں چنوں میں 2007 سے اب تک 14 ٹیچرز بھرتی کئے جا چکے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ٹیچرز کی اسامیوں کے لئے 2007 سے اب تک کل 348 درخواستیں موصول ہوئیں، جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

نمبر شمار	سال	نام مجاز اتھارٹی	عہدہ	گریڈ
1)	2007-08	محمد علی گردیزی	چیئرمین پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ	20
2)	2008-09	عبدالرؤف	چیئرمین پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ	20

ضلع خانیوال، محکمہ کی ڈسپنسریوں، ہسپتالوں وسکولوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*5482: رانا بابر حسین: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت کے ضلع خانیوال میں سکولوں / ہسپتال اور ڈسپنسریوں کے نام اور یہ کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان اداروں میں کتنی اسامیاں کس کس جگہ کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ہ) ان اداروں میں خالی اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ سماجی تحفظ کے ملتان میں قائم کردہ مقامی ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع خانیوال میں محکمہ کا کوئی ہسپتال نہ ہے تاہم اس علاقہ میں چار سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں اور ایک سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر قائم ہیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ڈسپنسری/ایمرجنسی سنٹر	پتاجات
1	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کالونی شوگر ملز	چک نمبر15L/84 کچا کھوہ
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری میاں چنوں	مکان نمبر44 بلاک نمبر10 نزد کلینک ڈاکٹر مشتاق احمد میاں چنوں
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری خانیوال	مکان نمبر5 بلال کالونی خانیوال
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کبیر والہ	سٹریٹ نمبرA/16 محلہ اسلام آباد، جھنگ روڈ کبیر والہ
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر منووال	اندرون منووال ٹیکسٹائل ملز لاہور، ملتان روڈ میاں چنوں

(ب) مذکورہ بالا طبی مرکز میں رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت علاج معالجہ کی فراہمی کی مد میں سال 09۔2008 میں 55,94,768/۔ روپے جبکہ جولائی2009 تا فروری2010 کے دوران اس مد میں 43,18,050/۔ روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) ضلع خانیوال میں قائم ان ڈسپنسریوں اور ایک سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر میں ملازمین کی کل تعداد25 ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈسپنسری/ایمرجنسی سنٹر	ملازمین کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کالونی شوگر ملز	06
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری میاں چنوں	05
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری خانیوال	09
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کبیر والہ	03
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر منووال	02
	ٹوٹل	25

(د) ان اداروں میں خالی اسامیوں کی تفصیل بمع تعداد اور گریڈ درج ذیل ہے۔

نام ڈسپنسری/ایمرجنسی سنٹر	نام خالی اسامی	تعداد	گریڈ
سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کالونی شوگر ملز کچا کھوہ	میڈیکل آفیسر	01	17
۔ایضاً۔	چوکیدار	01	01

سوشل سکیورٹی ڈسپنسری خانیوال	ڈسپنسر	01	06
۔ایضاً۔	چوکیدار	01	01
سوشل سکیورٹی ڈسپنسری میاں چنوں	ڈسپنسر	01	06
سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کبیر والہ	میڈیکل آفیسر	01	17
۔ایضاً۔	نائب قاصد	01	01
۔ایضاً۔	دائی	01	02
۔ایضاً۔	خاکروب	01	01
سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر منووال	نائب قاصد کم چوکیدار	01	01

(ہ) خالی اسامیوں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق جلد از جلد پر کی جائیں گی۔

جبری مشقت کے مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*5498: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں جنوری2008 سے دسمبر2009 تک جبری مشقت Abolition Act 1992 کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) صوبائی حکومت نے جبری مشقت جیسی معاشرتی برائی کے خاتمہ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) Vigilance committees نے اس سلسلہ میں کیا کام کیا ہے اگر نہیں تو کیا اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) بانڈڈ لیبر ایکٹ 1992 وفاقی حکومت کا قانون ہے جس میں 2002 میں ضلعی حکومتوں کے قیام کے بعد تبدیل شدہ صورتحال کے مطابق وفاقی حکومت نے ترمیم نہ کی جس کی وجہ سے بانڈڈ لیبر ایکٹ کے تحت مختلف اطلاق سے متعلق اتھارٹیز کا نوٹیفکیشن نہ ہو سکا اس لئے بانڈڈ لیبر ایکٹ کے تحت کوئی مقدمہ درج نہ ہو سکا۔

محکمہ ہذا کی طرف سے موجودہ صورتحال کے تحت وفاقی حکومت کو ترامیم سے متعلق تجویز بھیجی جا چکی ہے اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھی اس ضمن میں اقدامات کے لئے تحریر کیا جا چکا ہے جس کے جواب میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے تجویز دی ہے کہ پرانا کمشنری سسٹم بحال کیا جا رہا ہے اور مکمل نافذ ہونے تک اس معاملے کو ملتوی کر دیا جائے تاکہ نئے نظام کے تحت اقدامات کئے جا سکیں۔

(ب)

1۔ ضلع لاہور اور قصور کے لئے "ADP" سکیم کا ایک پراجیکٹ brick kilns میں بانڈڈ لیبر کا خاتمہ 123.367 ملین روپے کی رقم سے شروع کیا گیا ہے جس میں سے 41.9 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور جس کے تحت سات ہزار بچوں کو غیر رسمی تعلیم دی جائے گی۔ ILO کی طرف سے ان اضلاع میں 60 غیر رسمی سکول کام کر رہے ہیں جن میں 1250 بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے اور یہ سکول بھی مذکورہ سکیم میں لئے جانے ہیں۔ مذکورہ اضلاع میں بھٹہ مزدوروں کے 12000 شناختی کارڈ بنائے جانے ہیں جن میں 2664 شناختی کارڈ بنائے جا چکے ہیں۔ مائیکرو فنانس کے تحت اب تک 14 ملین روپے PRSP کے ذریعے 925 خاندانوں کو بلا سود قرضہ دیا جا چکا ہے اور مذکورہ سکیم میں بھٹہ مزدوروں کو لائیو سٹاک کے لئے بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

2۔ وفاقی حکومت کے فنڈ سے قائم شدہ لیگل ایڈ سروس یونٹ (LASU) کی میعاد 2009 میں ختم ہو گئی تھی جس میں دو سال کی توسیع کروائی گئی تاکہ بھٹہ جات کے مزدوروں اور مالکان کی شکایات کے لئے سپیشل فورم کام کرتا رہے۔ 60 شکایات موصول ہوئیں جن میں سے 54 شکایات کا میرٹ پر فیصلہ کیا گیا اور 06 زیر سماعت ہیں۔ کم اجرت کی ادائیگی پر 196 بھٹہ جات کے 1172 چالان فسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں جمع کروائے گئے اور پیشگی کے ضمن میں کٹوتی اور کم ادائیگی اجرت کے 372 کیس اتھارٹیز انڈر پیمنٹ آف ویجز ایکٹ کے تحت دائر ہوئے جن میں سے ایک سو مقدمات کا فیصلہ اتھارٹیز نے کیا اور۔/1871328 روپے کی رقم ڈگری کی گئی۔

3۔ 2009 میں 190 brick kilns رجسٹرڈ کئے گئے جن کی رجسٹریشن کی کل تعداد 3708 ہو گئی ہے اور زیادہ تر بھٹہ جات پنجاب میں رجسٹرڈ کئے جا چکے ہیں۔

4۔ بھٹہ مزدوروں کے شناختی کارڈ نہ ہونے کی وجہ سے پیش آمدہ مسائل کے حل کرنے کے لئے 2262 شناختی کارڈ نادرا کی موبائل سے جاری کروائے گئے جو کہ اب تک 15230 شناختی کارڈ جاری کر چکے ہیں۔

5۔ بانڈڈ لیبر پر انڈسٹریل ریلیشنز انسٹیٹیوٹ میں ٹریننگ کورس منعقد کروائے گئے تاکہ بانڈڈ لیبر ایکٹ سے آگاہ کروایا جا سکے۔ علاوہ ازیں محکمہ کی طرف سے اب تک بھٹہ جات پر feasibility report غیر رسمی لٹریسی سکول قائم کرنے کے لئے 595 مکانات پر لٹریسی feasibility report لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی جا چکی ہے جو کہ زیر غور ہے۔ عزت مآب چیف جسٹس صاحب کے حکم سے تمام ویجلنس کمیٹیوں کو فعال کیا گیا ہے اور ان کو از سر نو تشکیل دیا گیا ہے۔

(ج) ویجلنس کمیٹیوں میں بانڈڈ لیبر سے متعلق تمام صورتحال زیر بحث لائی جاتی ہے اور متعلقہ محکمہ جات کو اس ضمن میں ورکرز کے مختلف مسائل پر عملی اقدامات کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے اور اس میں متعلقہ محکمہ جات اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ جن میں بھٹہ جات کے مزدوروں کی تنخواہوں کی ادائیگی کٹوتی ان کے لئے مختلف مسائل مثلاً کم تنخواہ کی ادائیگی، کٹوتیاں،ان کی تعلیم وغیرہ سے متعلق اقدامات کئے جاتے ہیں۔

جیسا کہ مذکورہ سوال کے پیرا(ب) کے جواب میں ذکر کیا جاچکا ہے تاہم بانڈڈ لیبر ایکٹ میں ترامیم موجودہ صورتحال کے مطابق اور قانون کے تحت ترامیم اور اتھارٹیز کی نوٹیفکیشن نہ ہونے کی بناء پر بانڈڈ لیبر ایکٹ کا موثر نفاذ نہ ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں اینٹوں کے بھٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5919: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اینٹوں کے بھٹوں کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) 10-2009 کے دوران غیر رجسٹرڈ بھٹوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اینٹوں کے بھٹوں کی کل تعداد 135 ہے جس میں سے 129 بھٹہ جات فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) تمام غیر رجسٹرڈ بھٹہ جات کو رجسٹر کروانے کے لئے تحریری نوٹس بھٹہ مالکان کو جاری کئے جاچکے ہیں اور ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے کہ غیر رجسٹر شدہ بھٹوں کے مالکان بھی انہیں فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹر کروائیں۔

ضلع سیالکوٹ، بچوں سے جبری مشقت کروانے کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*5920: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں بچوں سے مزدوری کروانے پر کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے،ان کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) 2008-09 میں ضلع سیالکوٹ میں بچوں سے جبری مشقت کروانے کے خلاف کتنے مقدمات درج ہوئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف)

1۔ ایمپلائمنٹ آف چلڈرن ایکٹ 1991 کی دفعہ 14 کے تحت بچوں کی غیر قانونی ملازمت کروانے پر آجر کو ایک سال قید یا دس ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

2۔ ویسٹ پاکستان شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس مجریہ 1969 کی دفعہ 27 کی ذیلی دفعہ 2 کے تحت پہلے جرم پر زیادہ سے زیادہ -/250 روپے جرمانہ کیا جا سکتا ہے جبکہ دوسرے جرم پر -/500 روپے جرمانہ یا تین ماہ قید یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جا سکتی ہیں۔

3۔ فیکٹریز ایکٹ 1934 کی دفعہ 60(e) کے تحت مینجر اور مالک کو -/500 روپے تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے اور اگر دونوں بیک وقت مجرم قرار پائیں تو یہ جرمانہ کل -/500 روپے ہوگا۔

(ب) ضلع سیالکوٹ میں بچوں سے مشقت کروانے والے آجروں کے خلاف دوران سال 2008-09 میں 105 چالان مرتب کر کے مجاز عدالتوں کو بھجوائے گئے جبکہ -/13750 روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی تفصیلات

*6013: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس اس وقت کتنی رقم ہے اور یہ کس کس بنک میں اور کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

(ب) اس بورڈ کے تحت کتنے سکول صوبہ میں چل رہے ہیں؟

(ج) اس بورڈ کے تحت کتنے ہسپتال صوبہ میں کس کس ضلع میں چل رہے ہیں؟

(د) اس بورڈ کے تحت صوبہ میں کتنی ڈسپنسریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) ان سکولوں، ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کا سالانہ بجٹ ورکرز ویلفیئر فنڈز اسلام آباد منظور کرتا ہے اور فنڈ ہر سہ ماہی کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ورکرز ویلفیئر بورڈ پنجاب نے کسی سکیم میں اس رقم کی سرمایہ کاری نہ کی ہے۔مزید ماہانہ خرچے کی تفصیل ہر ماہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد کو جاری کی جاتی ہے۔(ماہ اپریل 2010 تک تفصیلی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) اس بورڈ کے تحت پنجاب میں 46 سکول چل رہے ہیں۔

(ج) متعلقہ نہیں ہے۔

(د) متعلقہ نہیں ہے۔

(ہ) ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے حساب کتاب پنجاب ویلفیئر ورکرز بورڈ سے متعلقہ نہیں ہیں البتہ سکولوں کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	اخراجات
2007-08	266ملین
2008-09	368ملین

محکمہ محنت وانسانی وسائل کے ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6048: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ کے پنجاب میں کل کتنے ملازمین ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں، گریڈ کے مطابق تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کم عمر بچوں کی ملازمت اور مشقت کے تدارک کے لئے محکمہ کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور اس کے انسپکٹرز کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

(ج) 2008-09 میں کل کتنے اشخاص کے خلاف چائلڈ لیبر کے قوانین کے مطابق مقدمات درج کئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ پنجاب میں ملازمین کی کل تعداد 920 ہے اور 240 اسامیاں خالی ہیں۔گریڈ کے مطابق تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کم عمر بچوں کی ملازمت اور مشقت کے تدارک کے لئے محکمہ نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی 2001 کا اجراء کیا۔اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنا ہے نیز انہیں فنی تربیت کے مواقع فراہم کرنا ہے۔علاوہ ازیں دیگر اقدامات پر بھی زور دیا گیا ہے۔اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ ساتھ این جی اوز (NGOs) ٹریڈ یونینز اور عالمی اداروں پر بھی زور دیا گیا ہے کہ وہ بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون کریں۔

1. فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو روایتی تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا۔

فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے درج ذیل دیرپا اقدام اٹھائے گئے:۔

i. مزدور بچوں کو تعلیم دینے کے لئے غیر روایتی مراکز کا قیام
ii. مزدور اکثریتی علاقوں میں واقع عام سکولوں کی استعداد کار میں اضافہ اور سکولوں میں زیادہ بچوں کے داخلے کو ممکن بنایا۔
iii. ایک خود مختار ادارے (IMAC) کا قیام جو کہ اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ فٹبال انڈسٹری میں بچے مشقت نہ کریں۔

2. پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں ILO- IPEC کے تعاون سے سیالکوٹ میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔مزید برآں مندرجہ ذیل اقدام بھی کئے گئے۔

1. ضلعی حکومت کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام سے روشناس کرانے کے لئے اجلاس اور ورکشاپ منعقد کرنا۔
2. بچوں کے لئے فنی تربیت کا بندوبست کرنا۔

3. صنعتوں کے ساتھ رابطہ کر کے خطرناک مزدوری میں لگے ہوئے بچوں کی صحت اور جسمانی حفاظت کا خاطر خواہ اور سماجی کا ممبر اور محکمہ محنت کے ملازمین کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام کا مقابلہ کرنے کی تربیت شامل ہیں

4. ضلع قصور میں چمڑہ سازی کی صنعت میں کام کرنے والے بچوں کے متعلق محدود مدتی پروگرام کے تحت بنیادی سروے کیا گیا ہے اور اس سروے سے حاصل ہونے والی معلومات کے تحت ILO- IPEC کے ساتھ مل کر ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 250 مزدور بچوں کو تعلیم دلوانے کا منصوبہ شروع کیا گیا جس میں سے 50 کو فنی تعلیم دلوائی گئی۔ منصوبے کے اہم عناصر یہ ہیں:-

1- بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعلیم و تربیت

2- چمڑہ سازی کے شعبہ میں پیشہ وارانہ صحت و سلامتی کے مسائل کے متعلق رائے عامہ اور معاشرتی بیداری۔

3- مقامی صلاحیت، استعداد اور علم میں اضافہ

4- قالین بافی کی صنعت میں بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے جس کے تحت 30 ہزار کے قریب بچوں کو مزدوری سے نکال کر تعلیمی اداروں میں تربیت دی جارہی ہے۔

5- محکمہ محنت کی ضلعی ادارے میں قالین بافی میں بچوں کی صحت کو درپیش خطرے کے خاتمے کے لئے ایک جدید کھڈی تیار کی گئی ہے جس کو ایک عالمی مقابلے میں اعلیٰ ترین ایوارڈ دیا گیا ہے۔

6- حکومت پنجاب 12 جون کو بچوں کی مشقت کے خاتمے کو عالمی دن کے طور مناتی ہے۔اس دن بچوں کی مشقت کے خلاف آگاہی اور معلومات کے لئے ورک شاپس اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

7- محکمہ محنت حکومت پنجاب نے ایک چائلڈ لیبر ریسورس سنٹر قائم کیا ہے جس کے تحت تمام فریقوں کی استعداد میں اضافے کے لئے تربیت مہیا کی جاتی ہے تاکہ تمام افراد جو بچوں کی مشقت کے خاتمے کی کوشش میں بالواسطہ یابلاواسطہ تعلق رکھتے ہیں فائدہ اٹھا سکیں۔

محکمہ محنت کے لیبر انسپکٹران کے فرائض میں اس قانون کے عملدرآمد کو یقینی بنانا شامل ہے جہاں قانون مذکورہ کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے لیبر انسپکٹر قانونی کارروائی کرتے ہیں۔

(ج) 2008-09 میں 8796 اشخاص کے خلاف چائلڈ لیبر کے قوانین کے مطابق مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

محکمہ محنت کے تحت سکولوں کے قیام کا جواز

*6049:رانا محمد افضل خان: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ محکمہ محنت کا ذیلی ادارہ ہے اور یہ حکومت پنجاب کے مہیاکردہ وسائل سے سکول چلارہاہے؟

(ب) ان سکولوں کو چلانے کے لئے اس شعبہ کا سربراہ کون ہے اور اس شعبہ میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں؟

(ج) کیا محکمہ محنت وانسانی وسائل، تعلیم کے معاملات میں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو ایک پالیسی ساز اور سپلیمنٹ محکمہ تسلیم کرتا ہے، اگر ہاں تو پھر محکمہ محنت کو علیٰحدہ سکول بنانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

(د) کیا محکمہ سکولوں اور بچوں کی بہتری کے لئے ان سکولوں کو محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے کاارادہ رکھتاہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ محکمہ محنت کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے اور یہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد، ورکرز کے فنڈ سے جمع شدہ رقم سے جاری شدہ بجٹ سے سکول چلارہاہے۔

(ب) یہ تمام سکول پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلائے جاتے ہیں۔سیکرٹری لیبر اس بورڈ کے چیئرمین ہیں۔پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی ایک گورننگ باڈی ہے جس کے ممبران میں، فیکٹریوں کے مالکان اور مزدوروں کے نمائندے بھی شامل ہوتے ہیں۔

اس شعبے میں کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1) ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن ورکرز ویلفیئر سکولز

کل مختص سیٹیں	2154
36	
کام کرنے والے ملازمین	1549
20	

2) ورکرز ویلفیئر سکولز ٹیچنگ نان ٹیچنگ کل تعداد

کل مختص سیٹیں	1263	891	2154
کام کرنے والے ملازمین	1003	546	1549

(ج) محکمہ محنت وانسانی وسائل تعلیم کے معاملات میں محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو بگ پالیسی ساز اور سپلیمنٹ محکمہ تسلیم نہیں کرتا ہے، کیونکہ یہ ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی اور پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی گورننگ باڈی کی پالیسیوں اور منظوری سے چلائے جاتے ہیں اور ان سکولوں میں ورکرز کے بچوں کو تمام ضروریات تعلیم (کتابیں، کاپیاں، سٹیشنری، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ) مفت مہیا کی جاتی ہیں۔

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ اپنے قائم کردہ سکولوں کو محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ یہ سکولز ورکرز کے فنڈ سے حاصل ہونے والی رقم سے چلائے جارہے ہیں اور انہی کی ملکیت ہیں۔

ضلع قصور۔ محکمہ کے دفاتر، ہسپتال اور سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6143: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ محنت وانسانی وسائل کے کتنے دفاتر، ہسپتال اور سکول کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کل کتنا سٹاف تعینات ہے اور کتنے سٹاف کی کمی ہے، کیا حکومت سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ضلع میں کتنی لیبر کالونیاں ہیں کہاں کہاں اور کتنے کتنے پلاٹوں پر مشتمل اگر نہیں ہیں تو کیا حکومت لیبر کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا قصور سوشل سکیورٹی ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کا کوئی منصوبہ ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر انتظام ضلع قصور میں چلنے والے ورکرز ویلفیئر سکولوں کی تعداد دو ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء) قصور

2- ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) قصور

ضلع قصور کے علاقے میں قائم صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو سہولیات بہم پہنچانے کی غرض سے یہاں پر ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام 2 ذیلی دفاتر، (1) سب آفس قصور اور (2) سب آفس پھولنگر قائم کئے گئے ہیں۔ ضلع قصور میں تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد ادارہ کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق اتنی نہ

ہے کہ وہاں ہسپتال قائم کیا جائے۔تاہم یہاں پر قائم صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو طبی سہولیات کی فوری فراہمی کے لئے 13 طبی مراکز قائم کئے گئے ہیں جن میں 7 ڈسپنسریاں، 3 میڈیکل سنٹرز اور 3 ایمرجنسی سنٹرز شامل ہیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام طبی مرکز
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر رائے ونڈ
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر روسہ
3	فسوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر جمبر موڑ
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری مصطفیٰ آباد
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری قصور
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری دینا ناتھ
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری پھول نگر
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری حبیب آباد
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری نفیسہ ٹیکسٹائل ملز
10	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری پتوکی شوگر ملز
11	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر بلھے شاہ پیپر ملز
12	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر لیگلر نفیس
13	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر برادرز شوگر ملز

محکمہ محنت کے دفاتر کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ورکرز ویلفیئر سکولوں کے قیام کے وقت ہی ان میں تدریسی و غیر تدریسی عملہ کی اسامیاں منظور کر دیتا ہے۔جو بعد میں ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً پُر کر لی جاتی ہیں۔ضلع قصور میں ورکرز ویلفیئر سکولوں کا قیام 2009 میں ہوا اور ان میں باقاعدہ کلاسوں کا آغاز موجودہ تعلیمی سال 11-2010 سے شروع ہوا اس لئے ان سکولوں میں طلباء کی کل تعداد (232) ہے۔اس لئے طلباء کی کم تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ضرورت کے مطابق تدریسی و غیر تدریسی عملہ بھرتی کر لیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سکول	طلباء کی تعداد	مختص اسامیاں		کام کرنے والے عملہ کی تعداد		خالی اسامیاں	
			تدریسی	غیر تدریسی	تدریسی	غیر تدریسی	تدریسی	غیر تدریسی
1)	ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء) قصور	135	41	23	14	13	27	10
2)	ورکرز ویلفیئر سکول (طالبات) قصور	97	41	23	13	12	28	11

جہاں تک ورکرز ویلفیئر سکولز (طلباء وطالبات) قصور عملہ کی کمی کا تعلق ہے تو اس ضمن میں بیان کیا جاتا ہے کہ فی الوقت ان سکولوں میں کسی بھی قسم کے عملہ کی کمی نہ ہے۔البتہ جیسے جیسے طلباء کی تعداد بڑھے گی تو ضرورت کے مطابق عملہ بھرتی کر لیا جائے گا۔

سوشل سکیورٹی کے دفاتر میں مختلف اسامیوں پر تعینات ملازمین اور خالی اسامیوں کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ ضلع مذکورہ میں قائم طبی مراکز میں تعینات ملازمین اور خالی اسامیوں کی تفصیل بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید برآں خالی اسامیوں پر بھرتی کے متعلق عرض ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے سکیل ایک تا15 پر پابندی ہے جونہی یہ پابندی ختم ہو گی تو خالی اسامیوں پر بھرتی کا عمل مکمل کر لیا جائے گا۔علاوہ ازیں ڈپٹی ڈائریکٹر سب آفس پھول نگر کی ریٹائرمنٹ کی بناء پر مذکورہ اسامی خالی ہے جو جلد ہی پر کر دی جائے گی۔

(ج) ضلع قصور میں کوئی لیبر کالونی نہیں ہے، البتہ حکومت لیبر کالونی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس سلسلے میں جگہ کا بھی تعین کر لیا گیا ہے۔

(د) فی الوقت مریضوں کی ناکافی تعداد کے پیش نظر ضلع قصور میں ادارہ سوشل سکیورٹی کا کوئی ہسپتال نہ ہے جسے اپ گریڈ کیا جا سکے۔

لاہور۔پنجاب سوشل سکیورٹی ہسپتال کی تفصیلات

*6186: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور میں employees کو تمام میڈیکل سہولیات مہیا کی جاتی ہیں؟

(ب) مذکورہ ہسپتال سے مستفید ہونے کا طریقہ کیا ہے نیز کس گریڈ تک کے افسران / عملہ اس ہسپتال سے علاج کی سہولیات حاصل کر سکتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں خواتین افسران کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اور خواتین ملازمین اپنے بچوں اور والدین کا علاج نہیں کروا سکتیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں۔یہ درست ہے کہ ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع لاہور میں قائم نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور، سوشل سکیورٹی ہسپتال کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور اور سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ میں تمام تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کے علاوہ ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے employees کو بھی علاج معالجہ کی تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔اگر سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں کسی علاج کی سہولت میسر نہ ہو تو ان مریضوں کو دوسرے گورنمنٹ ہسپتالوں میں ریفر کیا جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی سہولیات سے استفادہ کرنے سے قبل مجاز میڈیکل آفیسر مریض کو ابتدائی طبی معائنہ کے بعد قریبی سوشل سکیورٹی ہسپتال میں متعلقہ سپیشلسٹ کے پاس ریفر کر دیا جاتا ہے۔جہاں مریض مذکورہ کو سپیشلائزڈ ٹریٹمنٹ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ مختلف امراض کی تشخیص کے لئے اگر کسی مریض کے لیبارٹری ٹیسٹ وغیرہ کی ضرورت محسوس کی جائے تو اس عمل کے لئے بھی مریضوں کو ادارہ کے ہسپتالوں میں بھجوایا جاتا ہے۔مزید برآں تمام سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی تمام سہولیات بلا تخصیص فراہم کی جاتی ہیں اور ان کے علاج معالجہ پر اٹھنے والے اخراجات ادارہ برداشت کرتا ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے کہ ادارہ ہذا کی خواتین افسران کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ادارہ سوشل سکیورٹی کے مرد اور خواتین ملازمین کو علاج معالجہ کی یکساں سہولیات حاصل ہیں۔

ضلع سرگودھا۔ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6223: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان اداروں میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) ان اداروں کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سرگودھا میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام 50 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے اور اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زمین کی حصولی کے لئے مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ فی الوقت ضلع سرگودھا سے تعلق رکھنے والے تحفظ یافتہ کا ممبر جن کو ہسپتال کی سطح سے علاج معالجہ کی ضرورت پیش آتی ہے انہیں ادارہ کے زیر انتظام جوہر آباد اور فیصل آباد میں قائم ہسپتالوں میں بھجوایا جاتا ہے تاہم مذکورہ علاقے میں موجود تحفظ یافتہ صنعتی کارکنان اور ان کے لواحقین کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے فی الوقت یہاں پر 2 میڈیکل سنٹرز، 4 ڈسپنسریاں اور 2 ایمرجنسی سنٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ ایک سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر تیمور سپننگ ملز سرگودھا نے حالیہ دنوں میں کام کرنا شروع کیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ڈسپنسری / میڈیکل سنٹر	مکمل ایڈریس / پتاجات
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	ایس ٹی ایم سرگودھا
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال سرگودھا
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز فروکہ
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر ملز سرگودھا
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز شاہ پور
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ سرگودھا
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	اویس قرنی سپننگ ملز سرگودھا
9	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز سرگودھا

(ب) ضلع سرگودھا میں قائم مذکورہ بالا طبی مراکز میں سے صرف سوشل سکیورٹی ڈسپنسری چشتیہ شوگر ملز فروکہ میں ڈاکٹر کی ایک اسامی خالی ہے۔

(ج) ادارہ ہذا کے قائم کردہ طبی مراکز میں مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران بالترتیب مبلغ -/4930587 اور -/5640380 روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی تفصیلات

*6272: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس کل کتنی رقم ہے اور یہ کس کس بنک میں کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

(ب) اس بورڈ کے تحت کل کتنے سکول صوبہ میں چل رہے ہیں؟

(ج) اس بورڈ کے تحت کل کتنے ہسپتال صوبہ میں چل رہے ہیں؟

(د) اس بورڈ کے تحت صوبہ میں کل کتنی ڈسپنسریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) ان سکولوں، ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال08۔2007اور09۔2008کے اخراجات بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے پاس کوئی فکسڈ ڈیپازٹ نہیں ہیں البتہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد بورڈ کا سالانہ بجٹ ایک چوتھائی یعنیquarterly basis پر جاری کرتا ہے اور یہ بنک آف پنجاب علامہ اقبال ٹاؤن کی برانچ میں بنام چیئرمین، پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے رکھا ہوا ہے اور یہ بجٹ گورننگ باڈی ورکرز ویلفیئر فنڈ، اسلام آباد کی منظوری اور پری آڈٹ کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔

(ب) اس بورڈ کے تحت اس وقت چلنے والے سکولوں کی تعداد46 ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت کوئی ہسپتال اس صوبہ میں نہیں چل رہا ہے۔

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت کوئی ڈسپنسری اس صوبہ میں نہیں چل رہی ہے۔

(ہ) ان سکولوں کے سال08۔2007اور09۔2008کے اخراجات درج ذیل ہیں:۔

1) اخراجات2008۔2007
266.00 Millions

2) اخراجات2009۔2008
244.523 Millions

منڈی بہاؤالدین، فیکٹریوں وکارخانوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*6275:جناب آصف بشیر بھاگٹ:کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) منڈی بہاؤالدین میں محکمہ محنت کے تحت کتنی فیکٹریاں اور کارخانے ہیں؟

(ب) ان کارخانوں اور فیکٹریوں میں کل کتنے مزدور کام کر رہے ہیں؟

(ج) کارخانوں اور فیکٹریوں سے پنجاب لیبر ویلفیئر بورڈ کو سالانہ کتنی گرانٹ وصول ہوئی ہے؟

(د) یہ گرانٹ کس کس مد سے وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) یہ گرانٹ کس کس مد پر خرچ کی جاتی ہے؟

(و) محکمہ ان فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو کیا مراعات فراہم کرتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) اس ضلع میں کل 70 کارخانے رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) مذکورہ کارخانوں میں 4048 مزدور کام کر رہے ہیں۔

(ج) ورکرز ویلفیئر فنڈ ایک وفاقی محصول ہے جو کہ سنٹرل بورڈ آف ریونیو اکٹھا کرتا ہے اور اس کی تقسیم کے لئے ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی مجاز ادارہ ہے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اس کی وصولی کے بابت اطلاع نہیں کی جاتی۔

(د) جواب جز (ج) ملاحظہ ہو۔

(ہ) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کو دی جانے والی رقم صنعتی کارکنان کی بچیوں کے لئے میرج گرانٹ بحساب -/70000 روپے فی کس دوران سروس وفات پانے والے صنعتی کارکنان کے لواحقین کو ڈیتھ گرانٹ بحساب -/300000 روپے فی کیس اور صنعتی کارکنان اور ان کے بچوں کو تعلیمی وظائف بحساب درج ذیل شرح ادا کرنے پر خرچ ہوتی ہے۔ گرانٹ کی تقسیم کے لئے اہلیت و دیگر شرائط ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی طے کرتی ہے۔

وظائف کی شرح

تمام تعلیمی اخراجات بشمول ہاسٹل میس و ٹرانسپورٹ اخراجات کے علاوہ درج ذیل درجہ بندی کے حساب سے وظیفہ دیا جاتا ہے:۔

درجہ بندی	تعلیمی معیار	وظائف کی شرح
درجہ۔1	الف) کیڈٹ کالجز/پبلک سکولز جو کہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام چلتے ہوں ب) انٹر میڈیٹ یا مساوی تعلیم، وفاقی و صوبائی تعلیمی بورڈ یا ادارہ جو کہ وفاقی و صوبائی حکومت سے الحاق شدہ ہوں۔ ج) صوبائی تکنیکی اور فنی تربیتی تعلیمی بورڈ/صوبائی (TEVTA) تکنیکی تعلیم اور فنی تربیتی ادارہ/(NTB) قدمی تربیتی ادارہ/(NEVTEC) قومی فنی تربیتی اور تکنیکی تعلیمی کمیشن سے منظور شدہ تکنیکی تربیتی ادارے	-/1900 روپے ماہوار

درجہ۔11 گریجویشن ڈگری(دو یا چار سالہ دورانیہ)سرکاری یا غیر سرکاری یونیورسٹی یا کالج/ادارہ سے جو کہ ہائرایجوکیشن کمیشن سے الحاق شدہ ہوں۔ -/2500روپے ماہوار

درجہ۔111 الف)پوسٹ گریجویشن ڈگری (دو یا چار سالہ دورانیہ)سرکاری یا غیر سرکاری یونیورسٹی یا کالج/ادارہ سے جو کہ ہائرایجوکیشن کمیشن سے الحاق شدہ ہوں۔ -/3500روپے ماہوار

ب)میڈیکل کالج/انجینئرنگ یونیورسٹی سے حاصل کردہ ڈگری جو کہ ہائرایجوکیشن کمیشن سے الحاق شدہ ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان انجینئرنگ کونسل یا پاکستان میڈیکل اور ڈینٹل کونسل سے بھی الحاق شدہ ہوں

(و) محکمہ ان فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کرتا ہے:

1۔	جہیز فنڈ کی فراہمی	2۔	ڈیتھ گرانٹ کی ادائیگی
3۔	بچوں کو تعلیمی وظائف	4۔	رہائشی سہولتیں اور پلاٹ
5۔	سکولوں میں مفت تعلیم،یونیفارم کی فراہمی	6۔	سفری سہولیات

صوبہ میں چائلڈلیبر پر پابندی کی تفصیلات

*6551: **میاں نصیر احمد**:کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چائلڈلیبر پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں سے مزدوری کروانے پر یا مزدوری پر رکھنے والے کو سزا بھی دی جاسکتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو2008 سے یکم مارچ2010تک کل کتنے کیسز حکومت کے ریکارڈ میں آئے ہیں؟

(د) چائلڈلیبر کے حوالے سے حکومت کی حکمت عملی کیا ہے اس سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صوبہ پنجاب کے تمام صنعتی ادارے جن میں بچوں کی صحت وتندرستی کو متاثر کرنے والے کام ہوتے ہیں۔ان اداروں میں قانون ملازمت اطفال 1991 کی دفعہ(3)کے تحت بچوں کے کام کرنے پر مکمل پابندی ہے جبکہ دوسرے اداروں میں بچوں کی ملازمت کو باقاعدہ بنایا گیا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ بچوں سے ممنوعہ عملیات کروانے والا آجر قانون ملازمت اطفال مجریہ 1991 کی دفعہ (1)14 کے تحت ایک سال قید یا 20 ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔ البتہ تمام کارخانوں میں بچوں کی شرائط ملازمت کی جو کوئی خلاف ورزی کرے گا وہ دفعہ 14(7)(3) کے تحت ایک ماہ کی قید محض یا دس ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہو گا۔

(ج) محکمہ محنت پنجاب کے لیبر انسپکٹران نے بچوں سے مشقت کے تدارک کے لئے قانون اطفال 1991 کے تحت 2008 تا یکم مارچ 2010 تک کل 139397 معائنہ جات کئے اور اس قانون کی خلاف ورزی پر 2955 چالان متعلقہ عدالتوں میں جمع کروائے جبکہ مبلغ -/190165 روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔

(د) حکومت پنجاب نے چائلڈ لیبر کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی 2001 کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنے سے متعلق بچوں کو فنی تربیت حاصل کرنے کے مواقع فراہم کرنے اور دیگر اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔ اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ این جی اوز (NGOs)، ٹریڈ یونینز اور عالمی اداروں کا بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون پر زور دیا گیا ہے۔

1. فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر سیالکوٹ میں ایک پروگرام شروع کیا جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا۔

فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے درج ذیل دیرپا اقدام اٹھائے گئے:۔

- ❖ مزدور بچوں کو تعلیم دینے کے لئے غیر روایتی تعلیمی مراکز کا قیام
- ❖ مزدور اکثریتی علاقوں میں واقع عام سکولوں کی استعداد کار میں اضافہ اور سکولوں میں زیادہ بچوں کے داخلے کو ممکن بنانا۔
- ❖ ایک خود مختار ادارے (IMAC) کا قیام جو کہ اس بات پر نظر رکھتا ہے کہ فٹبال انڈسٹری میں بچے مشقت نہ کریں۔

2۔ پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں ILO- IPEC کے تعاون سے سیالکوٹ

میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔مزید برآں مندرجہ ذیل اقدام بھی کئے گئے:۔

- ضلعی حکومت کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام سے روشناس کرانے کے لئے اجلاس اور ورکشاپ منعقد کرنا۔
- بچوں کے لئے فنی تربیت کا بندوبست کرنا۔
- صنعتوں کے ساتھ رابطہ کر کے خطرناک مزدوری میں لگے ہوئے بچوں کی صحت اور جسمانی حفاظت کا خاطر خواہ اور سماجی کا ممبر اور محکمہ محنت کے ملازمین کو بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام کا مقابلہ کرنے کی تربیت شامل ہیں۔

3۔ ضلع قصور میں چمڑہ سازی کی صنعت میں کام کرنے والے بچوں کے متعلق محدود مدتی پروگرام کے تحت بنیادی سروے کیا گیا ہے اور اس سروے سے حاصل ہونے والی معلومات کے تحت ILO-IPEC کے ساتھ مل کر ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔جس کے تحت 250 مزدور بچوں کو تعلیم دلوانے کا منصوبہ شروع کیا گیا جن میں سے 50 کو فنی تعلیم دلوائی گئی۔منصوبے کے اہم عناصر مندرجہ ذیل یہ ہیں:۔

- بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعلیم و تربیت
- چمڑہ سازی کے شعبہ میں پیشہ وارانہ صحت، سلامتی کے مسائل کے متعلق رائے عامہ اور معاشرتی بیداری
- مقامی صلاحیت، استعداد اور علم میں اضافہ

4۔ قالین بافی کی صنعت میں بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے ایک بڑا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔جس کے تحت 30 ہزار کے قریب بچوں کو مزدوری سے نکال کر تعلیمی اداروں میں تربیت دی جا رہی ہے۔

5۔ محکمہ محنت کی ضلعی ادارے میں قالین بافی میں بچوں کی صحت کو درپیش خطرے کے خاتمے کے لئے ایک جدید کھڈی تیار کی گئی ہے جس کو ایک عالمی مقابلے میں اعلیٰ ترین ایوارڈ دیا گیا ہے۔

6۔ حکومت پنجاب 12 جون کو بچوں کی مشقت کے خاتمے کو عالمی دن کے طور مناتی ہے۔اس دن بچوں کی مشقت کے خلاف آگاہی اور معلومات کے لئے ورک شاپس اور سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔

7۔ محکمہ محنت حکومت پنجاب نے ایک چائلڈ لیبر ریسورس سنٹر قائم کیا ہے۔جس کے تحت تمام فریق کی استعداد میں اضافے کے لئے تربیت مہیا کی جاتی ہے۔تاکہ تمام افراد جو بچوں کی مشقت کے خاتمے کی کوششوں میں براہ راست یا بلواسطہ تعلق رکھتے ہیں فائدہ اٹھا سکیں۔

صوبہ میں قائم لیبر کالونیوں کی تعداد و تفصیل

*6619: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے تعمیر کردہ لیبر کالونیوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ کالونیاں کب تعمیر کی گئیں، ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا سال 2007 سے 2009 تک بھی کالونیاں بنائی گئیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی طرف سے تعمیر کردہ لیبر کالونیوں کی تعداد 27 ہے اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سیریل نمبر	کالونی کا نام	تحصیل و ضلع	تاریخ تکمیل
1	مدینہ لیبر کالونی	گجرات	31-05-2000
2	کلیم شہید لیبر کالونی	فیصل آباد	1997
3	حسین شہید سہروردی لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
4	جوہر لیبر کالونی	فیصل آباد	1997
5	محمد بن قاسم لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
6	ٹیپو سلطان لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
7	راجہ غضنفر لیبر کالونی	فیصل آباد	N.A
8	آئی آئی چندریگر لیبر کالونی	فیصل آباد	1997
9	512 ملٹی سٹوری فلیٹس	فیصل آباد	1978
10	علامہ اقبال لیبر کالونی	سیالکوٹ	15-04-2004
11	272 ملٹی سٹوری فلیٹس اقبال ٹاؤن	لاہور	17-02-1999
12	نشتر لیبر کالونی	لاہور	1994
13	گلشن لیبر کالونی	گوجرانوالہ	1984
14	لیبر کالونی	رحیم یار خان	07-11-2003
15	شیر بنگال لیبر کالونی فیز 1	شیخوپورہ	31-11-2001
16	شیر بنگال لیبر کالونی 11	شیخوپورہ	10-09-2004
17	لیبر کالونی کالا شاہ کاکو	شیخوپورہ	N.A

18	ساہو کی ملیاں لیبر کالونی	شیخوپورہ	1985
19	قاسم پور لیبر کالونی	ملتان	1993
20	لیبر کالونی جہلم	جہلم	1993
21	ورکرز سٹی میاں چنوں	خانیوال	15-06-2006
22	گلبہار لیبر کالونی	بورے والا	N.A
23	لیبر کالونی ساہیوال	ساہیوال	1997
24	گلگشت لیبر کالونی	سرگودھا	N.A
25	لیبر کالونی	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1997
26	لیبر کالونی کمالیہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	N.A
27	لیبر کالونی جھنگ	جھنگ	N.A

(ب) جواب جز(الف)ملاحظہ ہو۔

(ج) ان سالوں کے دوران کوئی لیبر کالونی نہیں بنائی گئی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ گورننگ باڈی کے فیصلے کے مطابق10 کلو میٹر کے فاصلے پر کالونی ہونی چاہئے لیکن جگہ کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کالونیاں نہیں بنائی گئیں تاہم2 لیبر کالونیاں مظفر گڑھ اور ڈیفنس روڈ پر حال ہی میں شروع کی گئی ہیں۔

پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے اجلاسوں اور ہونے والے فیصلوں سے متعلقہ تفصیلات

*6620:**جناب شیر علی خان:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری2007 سے جنوری2010 تک پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے کتنے اجلاس منعقد ہوئے،ہر سال کی الگ الگ تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) ہر اجلاس میں کئے گئے فیصلوں کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ قواعد کے تحت کتنے عرصے کے بعد بورڈ کا اجلاس بلایا جانا ضروری ہے؟

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے ارکان کی تعداد کیا ہے اور ان کو کتنے عرصے کے لئے کس کی سفارش پر تعینات کیا جاتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) مبینہ مدت میں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے کل9 اجلاس منعقد ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال2007

نمبر	اجلاس	منعقدہ
1	70th بورڈ میٹنگ	11-09-2007
2	71st بورڈ میٹنگ	15-12-2007

سال2008

3	72nd بورڈ میٹنگ	25-02-2008
4	73rd بورڈ میٹنگ	30-03-2008
5	74th بورڈ میٹنگ	27-10-2008

سال2009

6	75th بورڈ میٹنگ	27-01-2009
7	76th بورڈ میٹنگ	05-09-2009
8	77th بورڈ میٹنگ	21-11-2009

سال2010

9	78th بورڈ میٹنگ	09-08-2010

(ب) مندرجہ بالا اجلاس میں کئے گئے فیصلوں کی تفصیل کے لئے ان اجلاسوں کے minutes ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔نیز یہ کہ بورڈ قواعد 1978 کے تحت بورڈ کا اجلاس ہر تین ماہ بعد منعقد ہونا چاہئے۔

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے کل ارکان کی تعداد نو ہے۔(جن میں تین حکومتی عہدیداران، تین صنعتی کارکنان اور تین صنعتی مالکان کے نمائندہ شامل ہوتے ہیں)حکومتی عہدیداران مستقل ارکان کے طور پر کام کرتے ہیں جبکہ بقیہ چھ غیر حکومتی ارکان عرصہ دو سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔

دفاتر روزگار اور فراہم کردہ ملازمتوں سے متعلقہ تفصیلات

*6621:چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں دفاتر روزگار کتنے اور کس کس شہر میں ہیں؟

(ب) کیا یہ دفاتر ہنر مند افراد کو صوبہ اور ملک سے باہر ملازمتیں فراہم کرنے میں بھی کوئی کردار ادا کر رہے ہیں یا حکومت نے کوئی منصوبہ بنایا ہے کہ ان دفاتر کے ذریعے بیرون ملک ہنر مند اور غیر ہنر مند افراد کو روزگار کی فراہمی کے لئے تعاون فراہم کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) دفاتر روزگار پنجاب کے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹر ماسوائے چنیوٹ کے قائم ہیں۔کل ملا کر 35 بنتے ہیں۔

(ب)

I۔ دفاتر روزگار ہنر مند افراد کو صوبہ پنجاب میں پرائیویٹ سیکٹر میں ملازمتیں فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ پرائیویٹ سیکٹر سے انہیں انتہائی کوشش کے بعد بھی معمولی تعداد میں کچھ اسامیاں موصول ہوتی ہیں جن پر موزوں افراد کو بھیجا جاتا ہے۔

II۔ دفاتر روزگار کے پاس کوئی اختیار نہ ہے کہ وہ کسی بے روزگار کو بیرون ملک بھجوا سکے اس کے لئے پہلے ہی ایک ادارہ وفاقی حکومت کے ماتحت کام کر رہا ہے۔

ضلع قصور۔ بھٹہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6748: **محترمہ ثمینہ خاور حیات:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں بھٹوں کی کل تعداد کیا ہے ان میں سے کتنے بھٹے رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران ضلع قصور میں کتنے غیر رجسٹرڈ بھٹوں کا چالان کیا گیا اور چالان کے بعد کیا کارروائی ہوئی، کتنے چالان عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور کب سے، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع قصور میں کل 210 بھٹہ جات ہیں ان میں سے 172 بھٹہ جات فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت رجسٹرڈ ہیں جبکہ بقایا 38 بھٹہ جات غیر رجسٹرڈ ہیں جو کہ بند ہیں۔

(ب) لیبر ڈیپارٹمنٹ قصور کی جانب سے سال 09۔2008 میں 18 غیر رجسٹرڈ بھٹوں کو چیک کیا گیا اور 5 غیر رجسٹرڈ بھٹوں کے چالان فیکٹریز ایکٹ 1934 کے تحت عدالتوں میں دائر کئے

گئے اور سال 10۔2009 کے دوران 63 بھٹوں کو چیک کیا گیا اور 20 غیر رجسٹرڈ بھٹوں کے عدالتوں میں دائر کئے گئے جو کہ تاحال زیر سماعت ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کے ہسپتالوں میں ڈینگی بخار کے تدارک کے لئے ٹھوس اقدامات کا مطالبہ

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!کل یہاں ہاؤس میں ڈینگی بخار کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار take up ہوئی تھی اس کا جواب دیتے ہوئے رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ پنجاب کے اندر جتنے بھی ہسپتال ہیں ان سب میں ڈینگی بخار کے test ہو رہے ہیں اور مریضوں کا proper علاج بھی ہو رہا ہے۔میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر جتنے بھی ہسپتال ہیں وہاں پر ڈینگی بخار کے test نہیں ہو رہے۔مجھے کل بھی ایک بچہ "یاسر" ملا ہے۔وہ سرگنگا رام میں دو دن تک جاتا رہا ہے لیکن اس کا وہاں پر کوئی test ہوا اور نہ ہی اس کا کوئی proper علاج ہو سکا ہے۔آج بھی ایک قومی اخبار میں آیا ہے کہ احسان الدین قریشی، صوبائی وزیر اوقاف بھی شاید ڈینگی بخار میں مبتلا ہیں اور کسی ہسپتال کے اندر زیر علاج ہیں۔آج کے جنگ اخبار میں یہ خبر چھپی ہے۔اس اخبار میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ڈینگی بخار میں مبتلا مریضوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن حکومت اصل تعداد کو چھپا رہی ہے۔یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے لہذا اس حوالے سے محکمہ صحت کے ذمہ داران کو کوئی ہدایات جاری کی جائیں۔اس مرض کا proper تدارک کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس وقت متعلقہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔رانا صاحب!طاہر اقبال چودھری صاحب نے ڈینگی بخار کے حوالے سے point out کیا ہے،اس حوالے سے آپ کوئی وضاحت کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!ڈینگی بخار سے متعلق خبریں آ رہی ہیں۔حکومت کی طرف سے یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب کے باقی اضلاع میں جہاں جہاں سے اس قسم کی کوئی شکایت موصول ہو رہی ہے وہاں پر اس بخار سے متعلق test اور علاج کی سہولتیں میسر کروائی جائیں اس سلسلے میں سیکرٹری صحت نے آج لاہور کے بعض ہسپتالوں کا خود visit بھی کیا ہے۔اسی طرح کے visits وہ صوبہ کے باقی اضلاع کے ہسپتالوں کا بھی کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ڈینگی بخار کی main وجہ تازہ پانی ہے جو کھڑا رہتا ہے۔ میری وزیر قانون سے درخواست ہے کہ جہاں محکمہ صحت اس کے لئے کام کر رہا ہے وہاں محکمہ ہارٹیکلچر والوں کو بھی ہدایت کی جائے کیونکہ جب وہ باغات میں پانی لگاتے ہیں اور اس کو کھڑا رکھتے ہیں تو وہاں پر یہ ڈینگی مچھر پرورش پاتا ہے۔ ہارٹیکلچر والوں کو پابند کیا جائے کہ جہاں پر بھی وہ باغوں میں پانی لگا کر کھڑا رکھتے ہیں اس کو drain out کریں یا پھر پانی کی quantity کم رکھیں ورنہ اس بخار کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یونین کونسلوں میں ڈینگی وائرس کے لئے جو سپرے کیا جاتا ہے وہ دھویں کی شکل میں ہوتا ہے اس سپرے کے لئے جو ادویات آ رہی ہیں انہیں محکمہ صحت کہاں لے کر جا رہا ہے، اس دھویں سے مچھر نہیں مر رہا اور لوگ سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں آپ کی توجہ دلائی تھی کہ PTCL بغیر کسی اجازت کے سڑکیں کھدوا رہا ہے اور آپ نے مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے کہا تھا کہ میں نے جو بات کی ہے اس پر مجھے رپورٹ کریں تو وہ رپورٹ آج تک نہیں آئی لہذا میں اس پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ کی instructions تھیں اور ہوتا یہ ہے کہ ٹھیکیدار پندرہ بیس لاکھ روپے کا pay order بنواتے ہیں، گڑھے کھود کر لائن بچھاتے ہیں اور پھر یہ گڑھے چھوڑ دیتے ہیں۔ پورے لاہور اور پنجاب کے ہر بڑے شہر میں ان گڑھوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے جس سے سڑکیں بھی تباہ ہوتی ہیں اور یہ مچھر انہی گڑھوں میں پھیل رہے ہیں جب تک وہ گڑھے fill نہیں ہوں گے ان مچھروں کو قابو نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ڈینگی وائرس کے لئے جتنی دوائی آتی ہے آپ آج ہی اس کو check کرانے کا حکم دیں تو یہ پکڑی جائے گی اور اس سے واقعی مچھر نہیں مر رہے۔ آپ PCSIR یا کراچی کی ایک اچھی لیبارٹری ہے اس سے اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کروا دیں اور میرا خیال ہے کہ اس ایوان کے کسی معزز ممبر کو پنجاب کی کسی لیبارٹری پر اعتماد بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! شیخ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ڈینگی وائرس پر سپرے کے لئے جو دوائی آئی ہے وہ inaffective ہے اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کروایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی important ہے میں اس بارے میں سیکرٹری ہیلتھ سے بات کرتا ہوں اور اگر واقعی کوئی ایسی پوزیشن ہے تو اس کا لیبارٹری ٹیسٹ ہونا چاہئے اور اگر وہ inaffective ہے تو جس کمپنی نے بھیجی ہے اس سے بات کر کے اس دوائی کو واپس کرے اور affective medicine حاصل کر کے اس کا سپرے کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تمام شہروں کے ٹاؤنوں کو آپ ہدایات دیں کہ وہ گڑھے بھر دیں۔ میں نے آپ سے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ PTCL نے اس قوم کا کروڑوں روپیہ کھایا ہے، یہ پیسا ٹاؤن ناظمین کے پاس جمع نہیں ہوا، آپ inquiry کریں کہ یہ پیسا کیوں نہیں جمع ہوا؟

جناب سپیکر: جی، ان کی بھی inquiry کروائیں۔ رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم شیخوپورہ، ننکانہ صاحب اور فیصل آباد کے اضلاع کے MPAs نے گزارش کی تھی کہ BOT کے تحت جو شیخوپورہ فیصل آباد نیا روڈ بنا ہوا ہے اس پر بہت زیادہ تحفظات تھے جس پر C&W اور LEFCO سے ہماری کافی میٹنگیں ہوئی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ شاہ کوٹ کے چوک پر daily accidents ہوتے ہیں اور کم از کم چار پانچ سال میں سو سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔ وہاں کا visit ہو چکا ہے اس کی ایک due meeting ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ میٹنگ ہو جائے تاکہ جو غریب حادثات کا شکار ہو رہے ہیں اس کی کوئی منصوبہ بندی کی جا سکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کے بارے میں C&W کو ہدایت کی جائے۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہاں پر ایک اخبار کے اشتہار کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس میں گورنمنٹ آف پنجاب کے ایک ادارے کی تعریف کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جائز تعریف کی گئی ہے۔ آج اس ادارے کو اپنے چھ سال پورے کرنے پر بھی مبارکباد دی گئی ہے اور میں بھی اس ادارے کے ڈی جی کو مبارکباد دیتا ہوں اور میں اس initiative کو یہاں پر launch کرنے والی حکومت اور اس وقت کی قیادت چودھری پرویز الٰہی کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس اخبار میں ریسکیو 1122 کے بارے میں یہاں لکھا گیا ہے کہ یہ سات منٹ کے ریسکیو ٹائم کے اندر 7 لاکھ 33 ہزار افراد کی جان بچا چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا ایک مثبت قدم ہے

کہ انہوں نے چودھری پرویزالہیٰ کے initiative کو appreciate کیا ہے اور اخبار میں اشتہار کے طور پر اس کو لکھا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ہمیں کیا اعتراض ہے، آپ اخبار میں ہر روز اشتہار دے دیا کریں۔ جو شخص اچھا کام کرے اس کو سب ہی اچھا کہیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ new projects and new initiatives شروع کر کے ایک visionary government کی ایک چیز کو admit کیا گیا۔

جہانِ تازہ کی افتادِ تازہ سے ہے نمود
سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

جناب سپیکر! دوسری چیز Child Protection Bureau اور اس کی legislation ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ جیسے صوبے کے عوام چودھری پرویزالہیٰ کو یاد کر رہے ہیں یہ حکومت اس کے بھی یہاں اشتہار دیا کرے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

تحصیل منکیرہ میں لائیو سٹاک فارم ماہنی کی ہزاروں ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہم دیکھ رہے ہیں کہ لائیو سٹاک فارم ماہنی تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں پنجاب حکومت کی ایک کنال نہیں، دو کنال نہیں بلکہ دس ہزار کنال اراضی پر لینڈ مافیا نے قبضہ کر لیا ہے۔ مجھے وہاں کے افسروں کے ٹیلی فون آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ اس پر کوئی چیز لکھ کر لائے ہیں؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! کل ڈپٹی سپیکر صاحب نے Law Minister صاحب کو direction دی تھی کہ آپ محکمے سے رابطہ کریں اور میں لکھ کر بھی لایا ہوں جو میں آپ کے حضور پیش کرتا ہوں۔ میری آپ سے دست بستہ التجا ہے کہ خدارا پنجاب کی اس زمین کو قبضہ مافیا کے

چنگل سے نکال کر آزاد کروایا جائے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ پنجاب حکومت کے لئے ایک بہت بڑا سکینڈل بن جائے۔

جناب سپیکر:Revenue Ministerاس کا نوٹس لیں۔اب میں آپ کی تقریر نہیں سنوں گا،آپ کی بڑی مہربانی۔اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر35۔ سید حسن مرتضیٰ کی ہے۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق):جناب سپیکر!یہ معاملہColony Department کا ہے لیکن یہ چونکہ لائیو سٹاک کے فارم کی زمین ہے اس لئے یہ معاملہ ریونیو سے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب نے کل جس معاملے کی نشاندہی کی تھی اس کا نوٹس لیا گیا ہے اور آج اس پر جو بھیon ground کارروائی ہوئی ہے میں اس سے متعلق ان کو آگاہ کروں گا۔یہ معاملہ کل وزیر اعلیٰ پنجاب کے نوٹس میں لایا گیا ہے اس کے متعلق رپورٹ آج موصول ہو گی تو میں انہیں اس سے آگاہ کر دوں گا۔

جناب اعجاز احمد خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہوا ہے۔آپ مہربانی کریں۔ جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!یہاں متعلقہ منسٹر صاحب بھی آ گئے ہیں۔ میں کل آپ کے علم میں یہ بات لایا تھا کہ دس ہزار کنال جو کہ تھوڑی زمین نہیں ہے،انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے،خدارا اسے بچایا جائے۔یہ ملک پر زیادتی نہ کریں،سپریم کورٹ آزاد ہو چکی ہے۔یہsuo-moto action پر نہ جائیں جس سے ہماری بھی سبکی ہو،آپ کی سبکی ہو اور پنجاب حکومت کی بھی سبکی ہو۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!وہاں پانچ ہزار ایکڑ کے قریب جگہ لائیو سٹاک کی ہے، وہاں لائیو سٹاک کا فارم ہے اور اس میں لوگ کئی سالوں سے کاشت کرتے آ رہے ہیں۔اب ایک پالیسی بنائی جا رہی ہے کہ اس زمین کو کس طرح کرایہ پالیٹہ پر دینا ہے۔

جناب سپیکر:وہ تو کہہ رہے ہیں کہ کوئی قبضہ کر کے بیٹھ گیا ہے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!وہاں پر مقامی لوگ کئی سالوں سے کاشت کرتے آ رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!اس کا مطلب یہ ہے کہ معزز وزیر صاحب یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ پنجاب حکومت کمزور ہے اور قبضہ مافیا سے قبضہ واگزار نہیں کروا سکتی۔انہوں نے میری بات کی تائید کر دی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اب وہاں پر کاشت نہیں ہو رہی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!دس ہزار کنال رقبہ مافیا کے قبضہ میں ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ پنجاب حکومت قبضہ واگزار کروانے میں ناکام ہو گئی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس وقت وہاں کوئی کاشت نہیں ہو رہی اور لوگوں کو کاشت سے روکا ہوا ہے۔وہاں پہلے کاشت ہوتی رہی ہے لیکن اب کاشت نہیں ہو رہی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں تازہ ترین رپورٹ بتا رہا ہوں کہ کل صبح نماز کے بعد بیس پچیس ٹریکٹر وہاں پہنچے اور انہوں نے کاشت کی ہے۔مجھے بار بار وہاں سے ٹیلیفون آ رہے ہیں کہ خدارا آپ عوام کے نمائندے ہیں، ہماری آواز آگے پہنچائیں کہ یہ حالات ہو گئے ہیں کہ جو سرکاری دفاتر ہیں ان کو بھی انہوں نے encroach کر لیا ہے اور ان کے گزرنے کا راستہ بھی نہیں چھوڑا گیا۔معزز وزیر صاحب میرے بھائی ہیں، یہ شریف اور عزت دار آدمی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس معاملہ میں مستی خیل صاحب کے مؤقف اور دوسری طرف سے جو ابتدائی معلومات ہیں ان میں کافی تضاد ہے۔مستی خیل صاحب کہہ رہے ہیں کہ اب قبضہ ہو رہا ہے جبکہ وہاں پر کافی زمین پر کچھ لوگ پہلے سے کاشت کر رہے ہیں اور کچھ لوگ اس رقبے میں تھوڑا اضافہ کرنے کی کوشش میں ہیں جس پر مستی خیل صاحب فرما رہے ہیں کہ اب قبضہ ہو رہا ہے۔اس سلسلے میں جو بھی on ground reality ہے آج ڈی سی او صاحب اپنی رپورٹ بھیجیں گے اور اس کے مطابق جو بھی وہاں پر اگر تجاوز ہو رہا ہے یا اس وقت قبضہ ہو رہا ہے تو اس کو روکا بھی جائے گا اور واگزار بھی کروایا جائے گا لیکن اگر کوئی پانچ دس سال سے بیٹھا ہے اور وہ دس ایکڑ یا پندرہ ایکڑ پر کاشت کر رہا تو پھر اس کے لئے جو نیا طریق کار ہے اس کے مطابق اس کا حق بنتا ہے کہ اس کو نئی سکیم کے مطابق زمین الاٹ کی جائے۔اس معاملے کو ذرا deeply جا کر دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ

مقامی سیاسی لوگوں کی معلومات یا مؤقف میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔جناب مستی خیل صاحب جو بات کہہ رہے ہیں،ان سے دوسرے منتخب نمائندوں کا مؤقف otherwise ہے لیکن ہم ان کو بٹھا کر اس معاملے کو حل کریں گے۔ میرے خیال میں ہاؤس میں اس سے زیادہ بات نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس بنیاد پر حکم دیں اور کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: آپ کو دو منسٹر صاحبان بار بار یقین دہانی کروا رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!دس ہزار کنال زمین کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: اس میں کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!آپ مستی خیل صاحب اور جناب سعید اکبر نوانی صاحب کی دو رکنی کمیٹی بنادیں۔یہ دونوں میرے پاس آجائیں تو میں یہ مسئلہ حل کروادوں گا۔

جناب سپیکر: کیا ڈنڈے یہاں سے دیئے جائیں یا اپنے آپ لے لیں گے؟

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر!راناثناء اللہ خان صاحب بڑے بھائی ہیں۔وہ اس بات کو مذاق میں نہ لے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔حکومت notice لے رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔جی،احسن رضا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): جناب سپیکر! پتوکی سے کنگن پور کی مین روڈ پر پتوکی سے الہ آباد تک کا حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ میرے حلقہ نیابت کا حصہ الہ آباد سے کنگن پور مکمل طور پر ضلع قصور اور لاہور سے cut off ہے۔ میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات سے بھی ملا ہوں، میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ملاقات کی ہے لیکن ٹھیکیدار آدھا کام کر کے باقی آدھا چھوڑ گیا ہے اور میرا پورا حلقہ پنجاب سے cut off ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس معاملہ پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا notice لیں اور سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کو یہ معاملہ بھجوائیں۔

ایس ایچ او تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور کا اختیارات سے تجاوز اور امام مسجد کے خلاف جھوٹے مقدمے کا اندراج

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پرسوں امن وامان پر ہاؤس میں بحث ہوئی تھی۔ میں نے اس دوران اپنے حلقہ میں مفاد عامہ کی بابت ایک معاملے کو اٹھایا تھا کہ علامہ اقبال ٹاؤن تھانے کے ایس ایچ او فیصل شریف کی high handedness کی وجہ سے میرے حلقے میں ایک جامع مسجد کے اندر نماز جمعہ نہیں ہو سکی، عربی خطبے کے دوران مولوی صاحب کو گھسیٹ کر لے جایا گیا اور تھانے میں چار گھنٹے تک بند رکھا گیا۔ بعد ازاں ایس ایچ او نے ایک fake FIR بھی اس خطیب کے خلاف درج کروائی۔ وہاں پورے علاقہ کی عوام سراپا احتجاج ہے۔ میں نے اس معاملے کا اپنی امن وامان کی بحث میں بھی ذکر کیا تھا لیکن اس پر تاحال کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب ہاؤس کو یہ بتائیں کہ اس ایس ایچ او کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس ایس ایچ او علامہ اقبال ٹاؤن کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز خان صاحب نے یقیناً اس دن یہ معاملہ اٹھایا تھا اور اس دن گیلری میں جو متعلقہ پولیس افسران موجود تھے انہوں نے اس بات کو نوٹ بھی کیا تھا لیکن اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے وہ فی الحال میرے notice میں نہیں ہے۔ یہ FIR کی کاپی مجھے فراہم کر دیں اور میرے دفتر میں آ جائیں تو اس کے اوپر اگر کوئی action نہیں بھی ہوا تو میں اس پر یقین دلاتا ہوں کہ action ہو گا۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 35 ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے مل مزدور کی تنخواہ کم از کم سات ہزار روپے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ وقت تحاریک استحقاق کا ہے۔ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ آپ کی تحریک استحقاق نمبر35 ہے۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت لے کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ بعد میں آئے گی۔ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔

سید حسن مرتضٰی: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق نمبر35 پیش نہیں کرنا چاہتا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر727 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آیا ہے یا ابھی تک پڑھی ہی نہیں گئی؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی تک پڑھی ہی نہیں گئی؟

جناب سپیکر: چلیں، پھر اس کو پڑھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جہاں ختم کی تھی وہاں سے شروع کروں یا پھر شروع سے پڑھوں؟

جناب سپیکر: جہاں سے آپ کا جی چاہے۔ پہلے تو میں خود پریشان تھا کہ میں ہی غلط ہوں یا پھر کیا بات ہو گئی ہے؟ میں تحریک استحقاق کے بارے میں ہی کہہ رہا تھا لیکن آپ نے تحریک التوائے کار شروع کر دی تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! غلطی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، پڑھیں۔

طیب ٹیکسٹائل مل چنیوٹ کا لیبر اور چائلڈ لیبر قوانین کی خلاف ورزی

سید حسن مرتضیٰ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت نے ملز

مزدور کی تنخواہ کم از کم سات ہزار روپے مقرر کی ہوئی ہے اور 18 سال سے کم عمر کے بچوں کی لیبر پر بھی پابندی لگائی ہوئی ہے لیکن طیب ٹیکسٹائل ملز چنیوٹ میں 12 سے 14 سال کی عمر کے بچے مزدوری کر رہے ہیں اور انہیں چار سے ساڑھے چار ہزار روپے ماہانہ تنخواہ دی جارہی ہے اور پھر انہیں باقاعدگی سے تشدد کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ ان تمام شکایات کا جائزہ لینے کے لئے پچھلے دنوں لیبر منسٹر اور لیبر ڈیپارٹمنٹ کے افسران نے وہاں visit کیا تھا اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس ملز میں 18 سال سے کم عمر کے بچے سینکڑوں کی تعداد میں وہاں ملازمت کر رہے ہیں اور انہیں تنخواہ بھی چار سے ساڑھے چار ہزار روپے دی جارہی ہے۔ مزید برآں وفد نے ان معصوم مزدور بچوں پر باقاعدہ تشدد کے نشانات بھی دیکھے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد لیبر ڈیپارٹمنٹ نے کہا کہ ہم اس معاملے میں کارروائی کریں گے لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک ان معصوم، مظلوم مزدوروں کی تنخواہ بڑھائی گئی ہے اور نہ ہی کوئی اور action لیا گیا ہے بلکہ ان کے visit کے بعد ان پر ہونے والے تشدد میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ایک طرف تو یہ بہت زیادتی ہے اور پھر حکومتی احکامات، قانون اور رولز کی بھی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ اس سے سارے علاقے میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ابھی تو میرے خیال میں اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے اس کو آپ pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ آپ نے آئندہ اجلاس کے لئے pending کی ہے یا کب تک کی ہے؟

جناب سپیکر: جب بھی آئندہ اجلاس ہو گا تب تک کے لئے pending کی ہے۔ اگر اجلاس کل پرسوں، ترسوں یا جس دن بھی ہو گا تب جواب آجائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری اس ضمن میں عرض ہے کہ منسٹر لیبر ملز میں تشریف لے گئے تھے، انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سارا حال دیکھا ہے اس لئے جواب بھی آپ نے ڈیپارٹمنٹ سے ہی لینا ہے لیبر منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں، اگر ایک لفظ بھی میں نے غلط کہا ہے تو وہ فرمادیں اور اسی وقت

میری تحریک کو ختم کر دیا جائے لیکن اگر یہ باضابطہ درست ہے تو پھر اس پر آج کارروائی کے احکامات جاری کئے جائیں۔ وہ بڑے معصوم بچے ہیں جن کے بارے میں یہ تحریک ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! طریق کار کے مطابق چلنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں شارٹ سٹیٹمنٹ تو دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: راناثناء اللہ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ منسٹر صاحب سے اس کا جواب لے لیں کیونکہ وہ دونوں صاحبان موقع پر وہاں گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ نے جو بھی جواب دینا ہے وہ منسٹر صاحب سے vet ہو کر ہی آنا ہے لیکن یہاں پر طریق کار یہی ہے کہ اگر تحریک التوائے کار آئے تو اس کا جواب بعد میں ہی آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل جواب بعد میں ہی آتا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس ساری صورتحال میں اگرچہ لیبر قوانین کی بات کی گئی ہے لیکن بنیادی انسانی حقوق کی بات بھی ہے۔ اگر آپ اس حوالے سے کوئی کمیٹی بنائیں جو visit کر کے آپ کو رپورٹ پیش کرے اور اُدھر سے محکمے کا جواب بھی آئے تو ایک اچھا فیصلہ ہم کر سکتے ہیں۔ کمیٹی بننی چاہئے جو visit کر کے آپ کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرے۔ آج چونکہ لیبر پر مفصل باتیں ہو رہی ہیں اس لئے یہ ہاؤس کچھ تو لوگوں کو relief دے۔ ایک ایم پی اے اپنے personal visit کی بات کر رہے ہیں، کوئی سنی سنائی بات نہیں کر رہے اس لئے آپ مہربانی کر کے اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اس پر کچھ بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معاملے میں کسی کی بھی دلآزاری نہیں کرنا چاہتا لیکن اس سلسلے میں جو قوانین لیبر کے معاملات کو governed کرتے ہیں لیبر منسٹر صاحب بھی میری اس بات کو endorse کریں گے کہ ان میں تھوڑا نہیں کافی سارا تضاد ہے۔ ان کو implement کرنے کے لئے جب ایک لیبر ڈیپارٹمنٹ کا انسپکٹر فیکٹری کے اندر جا کر visit ہی نہیں کر

سکتا، جا کر چیک ہی نہیں کر سکتا تو پھر وہ کس طرح سے اندازہ لگائے گا کہ وہاں پر پانچ آدمی کام کر رہے ہیں یا پچاس کر رہے ہیں؟ ان laws میں amendments کی ضرورت ہے۔ اب اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی تھی، اس کمیٹی نے جب اس کے اوپر تھوڑا غور و خوض شروع کیا تو پھر اس میں آجر اور اجیر کے درمیان رشتے کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا تھا، ایک طرف فیکٹری والے لوگ ہیں اور دوسری طرف لیبر کے نمائندے ہیں تو اس میں کوئی consensus نہ بن سکا۔ اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ یہاں پر جتنی مرضی ہم جذباتی تقاریر کرتے رہیں اور اس کے بعد ہم چیزوں کو admit کرتے رہیں کہ یہ بھی ہو رہا ہے اور وہ بھی ہو رہا ہے لیکن معاملہ یہ ہے کہ جو غلط ہو رہا ہے اگر اس کے لئے ہم کوئی تدارک نہیں کریں گے اور کوئی راستہ نہیں اپنائیں گے تو اس وقت تک صورتحال جوں کی توں رہے گی۔ اب laws کے اوپر اگر گورنمنٹ consensus پیدا کر کے کوئی بل ابھی تک نہیں لا رہی تو میں اس پر سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ یہاں پر اس ہاؤس میں بیٹھے معزز ممبران کو کسی نے نہیں روکا، وہ ان laws اور rules کا مطالعہ کریں اور اس کے بعد وہ پرائیویٹ ممبرز بل کے طور پر لے آئیں یعنی جب تک ان قوانین کو ہم کسی نہ کسی طرح سے practicable نہ کریں گے تو اس وقت تک یہی صورتحال ہو گی۔ اگر منسٹر صاحب خود بھی visit کرنے کے لئے جائیں گے تو جو صورتحال ان کو درپیش ہو گی وہی کمیٹی کو بھی درپیش ہو گی اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی چونکہ موجود ہے اور کمیٹی در کمیٹی بنانے کا کیا فائدہ؟ جب سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس کوئی کام ہی نہیں ہے تو اس معاملے میں بڑا ضروری ہے کہ منسٹر صاحب بیٹھیں اور خود ایک پالیسی بنائیں کیونکہ پالیسی انہوں نے خود بنانی ہے اور بنانے کے بعد اس کو کابینہ میں لے کر آئیں۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ کابینہ کے پچھلے یا اُس سے پچھلے اجلاس میں منسٹر صاحب نے کوئی بل یا کچھ بھی move نہیں کیا کہ ان laws میں یہ یہ خلا ہے اس لئے میں یہ بل cabinet میں پیش کر رہا ہوں لہذا اس کی منظوری دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تو معاملہ صرف جذبات سے ہی کھیلنا ہے تو پھر اس کا کوئی otherwise حل نہیں ہے لیکن proper حل اس کا یہی ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کے اوپر کام کرنا چاہئے کیونکہ واقعی مزدوروں کے حقوق صحیح طور پر اُن تک نہیں پہنچ رہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں خوش ہوتا اگر وزیر قانون صحیح information اس ہاؤس کو بتاتے۔ یہ قانون سازی کا issue ہی نہیں ہے۔ ایک inspection policy کے اوپر سابقہ حکومت نے پابندی لگائی، ہم نے وہ پابندی ختم کر دی جو administrative

فیصلہ ہے اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے تین طرح کی مسلسل کمیٹیاں بنائیں، تینوں کمیٹیوں نے ایک سال سے اپنی recommendations وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو بھجوادی ہیں۔ اب اُس پر تین چار دفعہ میٹنگ طے ہوئی اور ہمیشہ میٹنگ postpone ہوئی۔ جب ہم سابقہ حکومت کے ایک بُرے فیصلے کو واپس نہیں لے رہے تو ایک غلط impression جا رہا ہے اور اُس غلط impression نے کاروباری طبقے کو یہ حوصلہ دیا ہے کہ وہ لیبر قوانین کی پرواہ نہ کریں۔ اسے اسمبلی یا میں نے نہیں کرنا بلکہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کے آفس میں pending ہے کیونکہ انہوں نے ایک میٹنگ لینی ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ پنجاب کا ایک واحد ڈیپارٹمنٹ ہے جہاں پر اگر کہیں زیادتی ہو رہی ہے اور قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو کوئی اتھارٹی ہی نہیں ہے کہ وہ جا کر چیک کرے۔ اب اگر میں سچ بول رہا ہوں اور جذبات میں بول رہا ہوں تو original shape میں بول رہا ہوں بہر حال وہ میٹنگ ابھی pending ہے۔ اب اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اگر ہم inspection کریں تو ہم کسی کے خلاف inspection کر رہے ہیں یا کسی کو نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں یا کسی کو گنہگار بنا رہے ہیں۔ یہ تو بالکل ایک simple صورتحال ہے کہ ایک کمیٹی بنائیں وہ اس شکایت پر کہ جو بھی شخص زیادتی کر رہا ہے اور دوسرے فریق کی بھی اس کمیٹی نے بات سننی ہے اور وہ دوسرے فریق آجر کی بات بھی سنے۔ وہ بھی اس ایوان کے علم میں لائی جائے کہ آجر اس معاملے پر کیا کہتے ہیں اور انہیں کیا خدشات اور تکالیف ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک inspection ہوئی آپ مہربانی کر کے ایک کمیٹی بنائیں اور میں پنجاب کے غریبوں کی بات کر رہا ہوں، میں اپنے کسی رشتہ دار کی بات تو نہیں کر رہا بلکہ پنجاب کے محنت کشوں کی بات کر رہا ہوں اور جب محنت کشوں کی بات کریں گے تو ہم جذباتی انداز میں بات کریں گے کیونکہ ہماری ان کے ساتھ وابستگی جذباتی ہے۔ ہماری ان کے ساتھ commitment ہے اور پنجاب کے غریبوں کے ساتھ وفاداری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب اگر آپ اسے جذباتی کہیں اور آپ کہیں کہ اس commitment کے جذبات سے باہر نکلیں تو کوئی وفاداری بغیر جذبات کے نہیں ہو سکتی، کوئی commitment جذبات کے بغیر نہیں ہو سکتی اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ میں جو چیخ رہا ہوں اور اس دن بھی میں ادھر کھڑا چیخ رہا تھا کہ خدا کے لئے اس ایوان کو حقائق تو بتائیں کہ پنجاب کے اندر مزدوروں اور محنت کشوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اس میں آپ کو کوئی عار نہیں ہونی چاہئے اور آپ اپنی پسند کی کمیٹی بنائیں اور وہ بتائے کہ ایک معزز ممبر جو

خود گیا ہے جس نے سو سے زائد بچوں کو وہاں سے آزاد کروایا ہے تو وہ آ کر بتائے تو سہی کہ ان بچوں کو کس نے سزا دی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کروں کہ یہ صرف آجر کا قصور نہیں ہے بلکہ درمیان میں ایک contractor middleman ہے جو بہت بڑا exploiter ہے۔ شاید کاروباری طبقہ اتنا بڑا exploiter نہ ہو جتنا بڑا middleman ہے اور وہ ان کی تنخواہوں میں سے اپنے پاس پیسے رکھ لیتا ہے اور وہ contractor آجر سے کمیشن لیتا ہے اور مزدوروں سے بھی لیتا ہے۔ آپ ایک کمیٹی بنائیں جس کی میٹنگ ہو گی تو کمیٹی آپ کو رپورٹ دے گی۔ اس آجر کی بات سننی پڑے گی کہ انہیں کیا تحفظات اور خدشات ہیں تو خدا کے لئے اس کام کو آگے لے کر چلیں، خدا کے لئے کچھ کریں لیکن میرے چیف منسٹر روز کہتے ہیں اور ٹھیک کہتے ہیں کہ غریب اور امیر کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ ملک میں انقلاب لے آئے گا۔ میرے چیف منسٹر ٹھیک کہتے ہیں اور اس خونی انقلاب کو ہم روک سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ایوان روک سکتا ہے اور وہ جو کہتے ہیں کہ ہم اسے soft طریقے سے لانا چاہتے ہیں تو آئیے چیف منسٹر کے بازو بنیں اور اس طرح کے اقدامات کر کے ایک soft انقلاب کی بنیاد رکھیں۔ مہربانی کریں، ایک کمیٹی تشکیل دیں جو چنیوٹ ضلع کے ارکان اسمبلی پر مشتمل ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، اس بارے میں دیکھتے ہیں، ذرا مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں، میں اس بارے میں سوچوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم سوہنا صاحب کا جذباتی لگاؤ دیکھیں اور ان کی commitment دیکھیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سنیں اور دوسرے صاحبان کا بھی ٹائم ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ گلہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ایک اور کمیٹی بنا دیں یعنی یہ مسئلہ کمیٹی در کمیٹی چلتا رہے اور حل نہ ہو۔ میں انہیں آج یہ دعوت دیتا ہوں کہ ابھی اجلاس کے بعد میرے ساتھ چلیں، وزیر اعلیٰ پنجاب کے ساتھ بیٹھیں اور بتائیں کہ اس معاملے کو کس طرح سے حل کرنا ہے۔ لیبر کی طرف سے بھی بہت سارے معاملات ہیں لیکن دوسری

طرف سے بھی بہت سارے معاملات ہیں۔ فیصل آباد سب سے بڑا صنعتی شہر ہے یعنی بات کی جاتی ہے کہ شاید مل مالکان کی بات ہو رہی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ وہاں پر جس آدمی نے چار یا آٹھ لومز لگائی ہوئی ہیں وہ بھی مزدور ہی ہے اور وہاں پر اس قسم کے معاملات ہیں کہ جب تک آپ دونوں کو سامنے رکھ کر redress نہیں کریں گے تو اس وقت تک معاملات حل نہیں ہوں گے۔ اب اگر اس فیصلے کو اس بنیاد پر کیونکہ پچھلی حکومت نے کیا تھا رد کر دیا جائے تو معاملہ یہ ہے کہ لیبر انسپکٹر بھی بہت کرپٹ ہے اور وہ بھی مزدوروں کی آڑ میں اپنی دہاڑی لگانا شروع کر دیتا ہے اور یہ بھی ایک اور طرح کی خرابی ہے اس لئے ان ساری چیزوں کو دیکھنے کے لئے دونوں فریقین کو بٹھا کر اس کا کوئی ایسا consensus کے ساتھ حل نکالنا ہو گا۔ باقی میں سمجھتا ہوں کہ commitment غریبوں اور مزدوروں کے ساتھ سب کی ہے لیکن الفاظ سے آگے نکل کر اسے عملی صورت دینی چاہئے اس کے لئے میں تیار ہوں اور جو مدد اور assistance یہ مجھ سے چاہتے ہیں میں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن کچھ کریں بھی تو آگے تین کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں اور ایک اور کمیٹی بنا دیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! رانا صاحب نے معاملے کو حل کرنے کے لئے بڑی direction طے کر دی اور ایک راستہ بنا دیا ہے۔ بس آپ مجھے وزیر قانون سے وقت لے دیں کہ وہ کب لیبر ڈیپارٹمنٹ پر ایک بریفنگ کا انعقاد کروائیں گے کیونکہ میں تو کہہ کہہ کر سینئر منسٹر کو تھک گیا ہوں اور لکھ لکھ کر تھک گیا ہوں اور میں ریکارڈ بنا رہا ہوں کہ میں نے کتنی دفعہ لکھا ہے کہ آپ وقت دیں، میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ رانا صاحب مہربانی کر کے آج کل دو دنوں میں وقت لے دیں کہ کب مجھے چیف منسٹر کے پاس جانا ہے اور ہم نے مل کر ایک متوازن پالیسی کا اعلان کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوہنا صاحب سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ تین دنوں میں انہیں میں ٹائم لے کر دوں گا لیکن یہ بھی میرے ساتھ وعدہ کریں کہ جب چیف منسٹر صاحب سے ملیں تو جس قسم کی یہ باتیں کیا کرتے ہیں وہ باتیں نہ کریں بلکہ صرف مزدوروں کی بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھتے ہیں تو وہاں پر بارہا یہ بات ہو چکی ہے کہ جب تحاریک التوائے کار پیش ہوتی ہیں تو آخری فقرہ ہوتا ہے "لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے"۔ اگر جناب اجازت دے دیں تو بحث ہوتی ہے ورنہ اس پر short statement ہوتی ہے اور نہ کوئی رائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! تو ان دو وزراء صاحبان نے باقاعدہ اس پر بحث کی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سنیں۔ جہاں تک رانا صاحب کا تعلق ہے تو انہیں میں نے جواب کے لئے ٹائم دیا لیکن سوہنا صاحب اور شاہ صاحب جو اپنی statement جاری کرتے رہے ہیں تو انہیں بھی پتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار پڑھی جانے کے بعد جب لاء منسٹر صاحب نے یہ کہہ دیا کہ میرے پاس اس کی رپورٹ نہیں آئی ہے۔ اس House نے انشاء اللہ دو سال اور چلنا ہے اور اگلا سیشن بھی آنا ہے تو اگر اسے rules کے مطابق بحث کے اندر لایا جاتا ہے تو اس کے لئے ایک لا متناہی اور unlimited time ہوتا۔ اب rules موجود ہیں تو جب منسٹر ہی rules کو flout کر رہے ہوں گے تو اس وقت افسوس ہوتا ہے۔ ان کے پاس privilege ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے یہ کہہ دیا کہ میرے پاس رپورٹ نہیں آئی ہے، آپ نے فرما دیا pending کیا جاتا ہے۔ عوامی مسئلہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اتنی زیادہ اہمیت کے معاملے کو rules کے مطابق چلایا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔ بحث تو ساری کر لی گئی اگر اس طرح آپ کی موجودگی میں چونکہ آپ Custodian of the House ہیں، rules لکھے ہوئے ہیں اور انہیں سامنے رکھ کر flout کیا جاتا رہے گا تو یہ مناسب بات نہیں ہو گی اس لئے میری گزارش ہے کہ rules کے مطابق چلایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے میں نے 85 rules کے مطابق pending کر دیا ہے اور اب اس پر بحث نہیں ہو گی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! صرف آدھے منٹ میں بات کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے ایک شعر اشرف سوہنا صاحب کی نذر کرتا ہوں کہ انہوں نے انقلاب کی بات کی ہے:

پل بھر کا ہے مہمان اندھیرا
کس کے روکے رکا ہے سویرا
بہت شکریہ

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر730 ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحبہ! (قہقہے)

جناب سپیکر: اس عمر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (قہقہہ)

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! معذرت چاہتی ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر715 کا اس سے پہلے نمبر ہے جسے آپ نے پکارا نہیں اور آگے چلے گئے ہیں۔ میرے پاس اس کی کاپی ہے لیکن میرے ساتھی کا بھی یہ privilege ہے کہ انہیں بھی وقت دیا جائے لیکن میرا نمبر اس سے پہلے ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پہلے ڈاکٹر صاحبہ پڑھ لیں پھر میں پڑھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، ہمیں پھر ادھر جانا پڑے گا۔ اب ہم تحریک التوائے کار نمبر715 لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ کی convenience ہے تو اس کے مطابق میں کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں بہتر یہی رہے گا کہ آپ اپنی تحریک پیش کریں۔ تحریک التوائے کار نمبر715 چودھری ظہیر الدین خان کی ہے۔ وہ اسے پڑھیں۔

پنجاب میں ٹیکس اکٹھا کرنے والے اداروں کو دیئے گئے ہدف میں ناکامی

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 19۔اکتوبر2010 کی خبر کے مطابق لاہور پنجاب میں ٹیکس اکٹھا کرنے والے ادارے رواں مالی سال 11-2010 میں ابتدائی دو ماہ (جولائی سے اگست) کے لئے پنجاب حکومت کی جانب سے صوبائی محاصل کی وصولی کے لئے مقرر کردہ 15۔ارب،26 کروڑ،31لاکھ،44ہزار روپے کے صوبائی ریونیو کا ہدف حاصل کر سکے جو مقررہ ہدف کے مقابلے میں 9۔ارب،67 کروڑ،31 لاکھ،38ہزار روپے63.38 فیصد کم ہے۔اس خبر سے عوام میں پنجاب حکومت کی کم کارکردگی اور ریونیوcollection میں ناکامی سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!ویسے میں نے یہ پڑھ دی ہے اورrules کے مطابق اس پر بات کرنے کی اجازت تو نہیں ہے لیکن اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو کیا میں بات کرلوں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر اس میں سے ایک لفظ نکال دیا جائے تو کیا بات بہتر نہیں رہے گی؟ آپ اس کو بحث کے لئے منظور کروائیں۔اس میں ایک لفظ "ناقص" اچھا نہیں لگتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!اگر آپ حکم فرماتے ہیں تو اس کو کاٹ دیں۔

جناب سپیکر: اس کو تبدیل کردیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!"کم کارکردگی" کر لیتے ہیں کیونکہ پیسا کم ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!اس تحریک کا کیا کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو pending فرمادیں کیونکہ اس کا نوٹس کل موصول ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو pending کیا جاتا ہے اور اگلے اجلاس میں اس کو لیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین خان): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اگلے اجلاس کے لئے تحاریک pending نہیں کی جایا کریں گی، کیا یہ اگلے اجلاس تک pending رہے گی؟

جناب سپیکر: چونکہ اس کا جواب نہیں آیا اس لئے یہ اگلے اجلاس کے لئے pending رہے گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر716 صاحبزادی نرگس ظفر کی ہے۔

ترقیاتی سکیموں کے لئے جاری کئے گئے چیکوں کا کیش نہ ہونا

صاحبزادی نرگس ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں خواتین مخصوص نشست پر ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب منتخب ہوئی ہوں۔ PDP فنڈ سے ہماری ترقیاتی سکیموں پر کام مکمل ہونے کے بعد محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب کے ڈائریکٹر جنرل نے Government Contractor کو جو چیک جاری کئے تھے وہ cash ہو سکے اور نہ ہی حکومت پنجاب نے فنڈ بحال کئے ہیں جس کی وجہ سے ان ٹھیکیداروں میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ Government Contractor پنجاب حکومت کے خلاف احتجاجی کیمپ لگا کر بیٹھ گئے ہیں جس کی وجہ سے جناب وزیراعلیٰ کی Good Governance کی پالیسی متاثر ہو رہی ہے۔ان ٹھیکیداروں میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے Government Contractor بھی شامل ہیں۔ ایک طرف قدرتی آفت نے تباہی کر کے ان لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کر دیا تو دوسری طرف حکومتی اور محکمانہ خاموشی سے یہ Contractors پریشان ہیں کیونکہ ترقیاتی کام مکمل ہوئے تین ماہ گزر گئے ہیں لیکن ان کو محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب نے بلوں کی ادائیگی کی اور نہ ہی افسران بالا کی جانب سے کوئی تسلی بخش جواب دیا گیا۔ آئے روز قومی اخبارات میں اس حوالہ سے خبریں شائع ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے حکومت پنجاب کے خلاف عوام میں بد گمانی پیدا ہو رہی ہے اور اعتماد ختم ہو رہا ہے جو نیک شگون اور اچھی روایت نہ ہے۔ لہذا ترجیحی بنیادوں پر اس عوامی issue کا سد باب کیا جائے اور محکمانہ طریق کار میں تبدیلی لائی جائے تاکہ مستقبل میں ایسے مسائل پیدا نہ ہوں جس کی وجہ سے حکومت اور ممبران اسمبلی کی credibility متاثر ہو لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر725 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔

لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول بننے والی اکثر رہائشی کالونیوں کی تعمیر میں بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی

سردار خالد سلیم بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی مورخہ 20۔اکتوبر 2010 کی خبر کے مطابق "غیر قانونی عمارات کی تعمیر اور کمرشل سرگرمیوں نے مکینوں کی زندگی اجیرن بنادی" تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میںLDA کے زیر کنٹرول متعدد رہائشی آبادیاںBuilding By Laws کے خلاف بنا دی گئیں۔ان سینکڑوں غیر قانونی عمارات کی تعمیر اور کمرشل سرگرمیوں نے مکینوں کی زندگی اجیرن بنا دی اور ان عمارات سے شہر کا حسن تباہ ہو چکا ہے۔یہ عمارات گارڈن ٹاؤن، فیصل ٹاؤن کے رہائشی علاقوں میں بنائی گئی ہیں۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان رہائشی علاقوں میں غیر قانونی تعلیمی ادارے اور ہاسٹلز بنا دیئے گئے ہیں۔ان ہاسٹلز میں جرائم پیشہ افراد کی آمد و رفت ہے جو شہر کا امن و امان تباہ کرنے کے لئے دہشت گردی کی سرگرمیاں سرانجام دینے کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہیں اور ان غیر قانونی ہاسٹلز میں کسی بھی جانچ پڑتال کے بغیر کمرے الاٹ کر دیئے جاتے ہیں۔یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اس پر فوری کارروائی عمل میں لانا بے حد ضروری ہے لہذا اسمبلی فوری دخل اندازی کر کے غیر قانونی عمارات کی تعمیر اور ہاسٹلز میں جرائم پیشہ افراد کی آمد و رفت کی فوری طور پر انکوائری کرائے، بہتر یہی ہو گا کہ ممبران اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو تمام حقائق ایوان کے سامنے لائے اور اس کی رپورٹ پیش کرے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر730 ڈاکٹر فائزہ اصغر کی ہے۔

متحدہ عرب امارات کی جانب سے اونٹ ریس میں استعمال ہونے والے بچوں کو جاری کئے گئے چیکوں کا محکمہ داخلہ پنجاب کی غفلت سے زائد المیعاد ہونا

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ متحدہ عرب امارات کی حکومت نے اونٹ ریس میں استعمال کئے جانے والے 810 بچوں کے معاوضے کے چیک جن کی مالیت 1.13 ملین ڈالر جو تقریباً 9 کڑور روپے بنتی ہے وفاقی حکومت کو 21۔جنوری 2010 کو دیئے تھے کہ وہ چیک بچوں تک پہنچا دے۔ وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے وہ چیک جب محکمہ داخلہ پنجاب کو دیئے تو نامعلوم وجوہات کی بنا پر وہ تمام چیک واپس کر دیئے گئے۔ بعدازاں جناب چیف جسٹس آف پاکستان کے استفسار پر کہ یہ چیک متاثرہ بچوں تک کیوں نہیں پہچائے گئے تو جواب میں اٹارنی جنرل نے عدالت کو بتایا کہ متاثرہ بچوں کے پتاجات نہیں تھے اور ریکارڈ بھی مکمل نہ تھا۔ اب ہم investigate کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقائق یہ ہیں کہ ہر بچے کا مکمل پتا چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کی فائلوں میں موجود تھا۔ جب یہ اطلاع جناب چیف جسٹس آف پاکستان کو ملی تو انہوں نے حکم جاری فرمایا کہ پندرہ دن کے اندر اندر تمام متاثرہ بچوں کو یہ چیک مل جانے چاہئیں۔ اس کے بعد محکمہ داخلہ پنجاب نے چھ سو پینٹھ بچوں کو چیک بھجوا دیئے لیکن یہاں افسوس کی بات یہ ہے کہ چیک جاری ہونے کی تاریخ 21۔جنوری 2010 تھی اور چھ ماہ کے بعد وہ چیک expire ہو گئے تھے لیکن محکمہ داخلہ پنجاب نے دانستہ طور پر وہ expired چیک بچوں کو بھجوائے یا بلا کر دیئے جو کہ آج تک cash ہی نہ ہو سکے ہیں۔ اس کے علاوہ سب سے قابل ذکر بات یہاں یہ ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو، ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب، انگوری باغ سکیم، شالامار لنک روڈ، لاہور کی جانب سے معروف اخبارات جیسے نوائے وقت، جنگ، ایکسپریس، خبریں اور دیگر میں بہت بڑے اور مہنگے اشتہارات شائع کروائے گئے جن میں ایک سو سے زائد بچوں کے نام، ولدیت اور پتاجات بھی موجود تھے۔ ان اشتہارات کی وساطت سے بچوں کو چیک وصول کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ جیسا کہ اشتہارات سے ظاہر ہے کہ بچوں کے پتاجات محکمہ داخلہ پنجاب کے پاس موجود تھے اور یہ بھی معلوم تھا کہ چیک expired ہو چکے ہیں تب بھی اشتہارات پر پیسے ضائع کئے گئے۔ اس معاملہ پر میں نے خصوصی طور پر ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو کو اطلاع بھجوائی کہ expired چیک بچوں کو دے کر ان کا مذاق نہ بنایا جائے لیکن ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن

بیورواور محکمہ داخلہ پنجاب نے اس اہم معاملہ پر ذرا توجہ نہ دی جس بنا پر محکمہ داخلہ حکومت پنجاب کی بدنیتی واضح طور پر نظر آتی ہے۔اس بناء پر متاثرہ بچوں اور ان کے خاندان کے علاوہ تمام ذی شعور عوام میں انتہائی اضطراب، بے چینی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،next session کے لئےpending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

سیلاب زدگان کے لئے ٹینڈر کے بغیر خریدی گئی ادویات سے حکومتی خزانے کو کمیشن کے ذریعے کروڑوں روپے کا نقصان

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت پنجاب میں کرپشن اور بے قاعدگیوں کی انتہا ہو چکی ہے اور سیکرٹری صحت اس کرپشن اور بے قاعدگیوں کی پوری طرح سرپرستی کر رہے ہیں۔اس کی ایک روداد کا ذکر کر رہا ہوں کہ سیکرٹری صحت نے سیلاب زدگان کے نام پر تین کروڑ کی دوائیاں دس کروڑ روپے کی خریدیں، جس کی خرید کے لئے کوئی ٹینڈرز کروائے گئے، اشتہار دیا گیا اور نہ ہی بولی کروائی گئی اور خفیہ طور پر جلال بھٹی اور حامد بھٹی نامی اشخاص کو under hand deal کے ذریعے لاکھوں روپے کمیشن وصول کر کے کنٹریکٹ دے دیا گیا جس سے حکومت کے خزانے کو کروڑوں روپے کا جان بوجھ کر نقصان پہنچایا گیا۔مذکورہ صورتحال کے پیش نظر صوبہ کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ، بے چینی پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کارpending کی جاتی ہے۔رانا صاحب!میاں محمد رفیق صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر516/10 کا جواب آگیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میرے لئے کیا حکم ہے؟

جناب سپیکر: جی،آپ کو اس کا جواب دے رہے ہیں۔

فیصل آباد میں پاور لومز بند ہونے کی وجہ سے احتجاج کرنے والے مزدوروں کی ریلی پر پولیس کی شیلنگ اور فائرنگ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے مورخہ 26۔جولائی 2010 پر عملدرآمد کے لئے مالکان اور نمائندہ labours movement کے درمیان مورخہ 25۔اگست 2010 کو زیر قیادت D.C.O میٹنگ ہوئی اور باہمی گفت وشنید کے بعد خواجہ محمد اسلام ایم پی اے کی موجودگی میں 13.50 فیصد ریٹ پاور لومز ورکرز طے ہوا اس پر عملدرآمد ہونے کے بعد مختلف علاقے یعنی غلام محمد آباد، فیض آباد جھنگ روڈ سدھار ڈوھڈی والا اور سرگودھا روڈ پر امن چل رہے ہیں اور پاور لومز ورکرز کو کوئی شکایت نہ ہے۔تاہم اس سے قبل لیبر قومی موومنٹ کے لیڈروں کی سرکردگی میں مورخہ 20۔جولائی 2010 کو ایک جلوس نکالا تھا اس دوران سدھار میں فضل محمد ویو فیکٹری کو چند ورکرز نے آگ لگا دی تھی جس میں محمد اکرم، محمد ارشاد، محمد سرور، محمد اشرف مالکان فیکٹری زخمی ہوئے تھے۔پولیس نے مبینہ توڑ پھوڑ کرنے والے ورکرز کے خلاف نمبر such & such زیر دفعہ 397، 436، 440، ت پ درج کروائی تھی۔ موجودہ صورتحال کے مطابق ایف آئی آر نمبر 486 میں چار ملزمان زیر حراست ہیں جن کے خلاف مقدمہ ہذا میں نامکمل چالان مرتب کر کے ڈسٹرکٹ اٹارنی کے دفتر میں بھجوایا گیا ہے اور 20۔جولائی کو فیکٹری میں نقصان پہنچانے والے ملک فضل الٰہی، راجہ ارشد، اکبر علی، ریاض عرف راجو وغیرہ کے خلاف مقدمہ درج کرایا تھا۔مزید برآں موجودہ صورتحال پاور لومز انتہائی پر امن ہے اور ورکرز کو ادائیگی اجرت کی کوئی شکایت نہ ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، طاہر احمد سندھو!

محکمہ اریگیشن تحصیل بھلوال کے چک نمبر6،ایس ڈی کی ورکشاپ میں واقع سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

MR TAHIR AHMAD SINDHU: Mr. Speaker! Thank you. I seek the leave of this august House for introduction of this Adjournment Motion in the interest of general public which is very urgent and important in its nature. That a piece of land measuring almost 1.05 acre owned by the Provincial Government and possessed by the Machinery Circle Mughalpura, Irrigation Department, Government of the Punjab situated at Chak No. 6 SD Tehsil Bhalwal Distt. Sargodha near Bhalwal city is being grabbed and encroached illegally possessed and occupied by certain persons. Almost for the last five years or so which is not justified in any manner whatsoever. It is pertinent to mention for the knowledge of this august House that the said land is located near the Bhalwal city and is a valuable property worth millions. The loss is being crossed to the public exchequer with the connivance and collision of the Government functionaries belonging to the Irrigation Department. The matter required is thorough probe and inquiry in the larger public interest for the action in the matter. The collusive lease a fanny should be cancelled and the same may be conducted transparently in a free and fair manner in accordance with law and rules. Thank you, Mr. Speaker.

جناب سپیکر: یہ تحریک next session کے لئے pending کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ہمیں اس کی انگریزی سمجھ نہیں آئی، اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ ویسے آپ وکیل بھی ہیں اور میں نے آپ کو ٹوکا نہیں ہے اور پہلے تو قانون اور قاعدہ کے مطابق آپ نے یہ تحریک التوائے کار جس زبان میں پڑھی ہے اس میں یہ پڑھی نہیں جانی چاہئے تھی۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! آپ نے ہی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو یہ کہا تھا کہ آپ اپنی تحریک پڑھیں اور مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ نے یہ انگریزی میں لکھی ہوئی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! آئندہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میرے خیال میں انگلش زبان بھی ہمارے ہاؤس میں چلتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ آئندہ محتاط رہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 587 تھی، وہ skip کر گئے ہیں اور میری جو تحاریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہیں اس کے لئے حکم دے دیجئے کہ وہ پھر اگلے اجلاس میں چلی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی کون کون سی تحاریک پڑھی جا چکی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جو skip کر گئے ہیں اگر آپ اجازت دے دیں تو میں پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: دیکھتے ہیں۔ اب آپ کون کون سی تحاریک کا جواب لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں جواب نہیں لینا چاہتا اور میں چاہتا ہوں کہ کچھ تحاریک التوائے کار ایسی ہیں جن کا جواب ابھی نہیں آیا اور آج تک نہیں آیا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہی تحاریک اگلے اجلاس تک چلی جائیں۔ ایک تحریک نمبر 587 جو skip ہو گئی ہے اسے مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ دوبارہ تو نہیں دے رہے جو پہلے ایک دفعہ dispose of ہوئی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 587 تو آئی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اگر dispose of ہو گئی ہے تو پھر آپ احتیاط کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ dispose of نہیں ہوئی بلکہ یہ skip ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ہڑپہ میوزیم کی سینکڑوں ایکڑاراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!.I am grateful میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہڑپہ جو پوری دنیا میں انتہائی قدیم تہذیب کا ایک مانا ہوا شہر ہے کی تین سو اٹھاون ایکڑ زمین جو کہ ہڑپہ میوزیم پر مشتمل ہے ناجائز قبضہ گروہوں کے قبضہ میں چلی گئی ہے۔ ہڑپہ کا شہر 1921 میں دریافت ہوا اور محکمہ آثار قدیمہ نے 1927 ہی میں اس کی زمین کو (Protected Heritage of Land Under the Land Acquisition Act) اور باقاعدہ نوٹیفکیشن کے ذریعہ حکومتی ملکیت میں لے لیا تھا۔ یہ اہم حقیقت بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس نوٹیفکیشن کو Antiquity Act 1975 کا تحفظ بھی حاصل ہے جس کے تحت یہ واضح کیا گیا ہے کہ:

> No private citizen, public institution or local residence can buy, transfer, dig or occupy both lands without the prior permission of Director General.

1992 میں ہڑپہ کی زمین پر قبضے شروع کئے گئے جس پر محکمہ آثار قدیمہ نے کوئی توجہ نہ دی۔ ان قابضین نے ہڑپہ کی اس تاریخی زمین کو اپنی ملکیت ثابت کرنے کے لئے محکمہ کے خلاف قانونی جنگ شروع کر دی۔ گو محکمہ آثار قدیمہ ایک لمبی litigation کے بعد اپنا مؤقف منوانے میں کامیاب ہو گیا لیکن پھر نامعلوم ہاتھوں کی وجہ سے انہی قابضین کے لئے دوبارہ ڈسٹرکٹ پرائس کمیٹی سے اس زمین کی valuation کا کہا گیا جو کہ 1894 کے Acquisition Act کی بھی خلاف ورزی ہے۔ محکمہ آثار قدیمہ کی تمام جائیدادوں کا across the board سروے ہونا انتہائی ضروری ہے جو کہ اپنے اصل اثاثہ اور ملکیت سے محروم ہو چکی ہیں اور یہ اب کوئی راز نہ ہے اور وہ تمام جائیدادیں اور مقابر وغیرہ جو وفاقی حکومت سے پنجاب حکومت کو منتقل ہوئے ہیں کی اصل حیثیت کا جاننا بھی بہت ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو next session کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر544 ہے۔اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، جس کا جواب انہوں نے نہیں دیا وہ خود بخود pending ہو جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں، ٹائم بہت کم ہے، اب میں ٹائم بڑھانا نہیں چاہتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آدھے سیکنڈ میں اپنی بات مکمل کر لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بات کرنے دیں۔ جب میں بولتا ہوں پھر آپ بولنا شروع کر دیتی ہیں۔This is not good. آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صبح سے آپ سے request کر رہی ہوں، بہت ضروری بات ہے۔آپ براہ مہربانی ایک چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں دوں گا، ابھی نہیں، مجھے بات کرنے دیں۔ گزارش یہ ہے کہ آج کا دِن ہم نے اریگیشن پر بحث کے لئے رکھا تھا لیکن اچانک مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ سینئر منسٹر صاحب اسلام آباد چلے گئے ہیں اور جو پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ہیں ان کو ڈینگی بخار ہو گیا ہے۔ بخار کوئی ہوا ہے پتا نہیں ڈینگی ہوا ہے یا کون سا ہوا ہے لہذا اس بحث کو اب ہم آئندہ اجلاس میں رکھیں گے۔ہاؤس کی کارروائی کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آبپاشی کے اوپر جو بحث ہے منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کے نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہو رہی۔ اگر وہ موجود نہیں ہیں تو ہماری طرف سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اس کو pending نہ کیا جائے۔ ہم نے جو چند تجاویز دینی ہیں ان تک پہنچا دی جائیں اور ان کو ڈینگی بخار بالکل نہیں ہو گا کیونکہ ڈینگی مچھر جو ہے وہ پانی پر پلتا ہے۔ پانی کہیں ہے ہی نہیں اس لئے کوئی اور بخار ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، پانی ہے۔ پنجاب میں بہت پانی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم اپنی معروضات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔یہاں پر دو منسٹر صاحبان، ان کی مہربانی ہے کہ وہ تشریف فرما ہیں ہمارا print out لے کر ان کو دے دیا جائے اور وہ next session میں wind up کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ہی بولیں گے بس کیلئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں! آپ کی مرضی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے ویسے تو ان کی speech کا brief کائرہ صاحب کے پاس موجود ہے لیکن جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ وہ کچھ تجاویز دینا چاہتے ہیں تو آپ بے شک ہاؤس کا ٹائم ایک بجے تک بڑھا کر ان کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ہم آپ کو موقع دیں گے۔ ابھی تک تو میں نے پانچ منٹ کا ٹائم بڑھایا ہوا ہے۔ پانچ منٹ کے بعد ایک بجے تک کا ٹائم دیں گے اور meanwhile point of orders سے پر ہیز کیا جائے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی تھی کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی جس کا جواب ابھی آنا باقی ہے۔ وہ یہ تھی کہ شادی کی تقریب میں فائرنگ سے ایک بچہ مر گیا تھا۔ ایف آئی آر بھی کٹ چکی ہے اور ملزمان گرفتار بھی کئے گئے ہیں لیکن اب مجرم آزادانہ گھوم رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ وہ مجرم گرفتار ہوئے تھے مگر اب وہ آزادانہ گھوم رہے ہیں، اُن کو تنگ کر رہے ہیں اور انہیں صلح کرنے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس کا جواب ابھی آنا باقی ہے اس عرصے میں تو وہ انہیں بہت زیادہ پریشان کر دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑی تکلیف کریں ناں، آپ یہ ٹائم بچائیں اور مہربانی کریں یہ رانا صاحب کے نوٹس میں لے آئیں وہ سُن ہی رہے ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صبح سے پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہی ہوں مگر مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا گیا۔

محترمہ طیبہ ضمیر:جناب سپیکر! میرا بھی ایک بہت اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر:جی، دیکھیں میری بات سُنیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، پہلے طیبہ ضمیر صاحبہ کا پوائنٹ آف آرڈر پھر ان کا، پھر آپ کا۔اس کے بعد چودھری صاحب تقریر کریں گے۔

محترمہ طیبہ ضمیر:جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر:اس کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

رانا منور حسین غوث المعروف رانا منور غوث خان:جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے۔

جناب سپیکر:نہیں ہوگا۔ حضرت!اب میں بات نہیں سُنوں گا۔

جناب طاہر احمد سندھو:جناب سپیکر!میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی ہے۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر! پانی پر بحث کے لئے تو اجازت ملے گی ناں؟

جناب سپیکر:جی،اگر ٹائم ہوا تو آپ کو ضرور اجازت دیں گے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!کیا فائدہ ہوا پھر بحث ہی نہ رکھوائیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر:جناب سپیکر! یہ matter بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ میں سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے بنچ کے قیام کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی، پہلے یہ باتیں ہو چکی ہیں،آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر:الحمد للہ وہاں جا کر۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔ سرگودھا والے بات کریں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں:جناب سپیکر! میرے سرگودھا کے اس وقت تمام معزز ممبران موجود ہیں، لاء منسٹر صاحب موجود ہیں۔ الیکشن کے دوران میرے بھائی لاء منسٹر صاحب نے سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے بنچ کے انعقاد کا اعلان کیا تھا اور باقاعدہ سمری جاری کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب وہ فیصل آباد میں بنے گا اس کے بعد دیکھیں گے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، ان کا mike بند کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ان چار لائنوں کا مطلب آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں یہ چار لائنیں پڑھنے جا رہی ہوں۔ آپ میرے بڑے بھی ہیں اور Custodian of the House. بھی ہیں۔ میں آپ سے ان کا مطلب جاننا چاہتی ہوں۔ وہ چار لائنیں یہ ہیں کہ:۔

(1) A member shall be entitled to visit Hospitals, Dispensaries, Health Centres, Social Welfare Offices, Educational Institutions for boys located within his constituency with previous intimation.

(2) After such visit the member may submit his report to the Minister-in-charge.(Interruptions)

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

میں آپ کی کوئی بات نہیں سُن پایا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات کی طرف آتی ہوں۔

جناب سپیکر: کیا پڑھا ہے، کوئی reference تو دیں ناں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ Provincial Assembly of the Punjab Privileges Act 1972 ہے۔ اس میں یہ provision ہے کہ as a member میرا یہ privilege ہے کہ میں کسی بھی ہسپتال میں female سے related جو وارڈز ہیں، ڈسپنسریاں ہیں ان کو visit کر سکتی ہوں۔ 28۔ ستمبر کو میں نے جناح ہسپتال کے گائنی اور آپریشن تھیٹر کے بارے میں ایک رپورٹ submit کی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔ آپ تحریری طور پر کچھ لے کر آئیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تحریری طور پر بھجوا چکی ہوں۔ اگر محکمہ ہیلتھ کے منسٹر ہی نہیں ہیں تو میں کیا کروں؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب آپ بات شروع کریں۔

محترمہ سیمل کامران: اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا تو آپ rules amend کریں۔

جناب سپیکر: جی نہیں، ضرورت ہی نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ اس میں amendment کریں۔ جس ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں بلیاں گھوم رہی ہوں گی، وہاں کے مریضوں کا کیا حال ہو گا؟

سرکاری کارروائی

بحث

آبپاشی پر عام بحث

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بحث کا آغاز کریں۔ ہاؤس کی کارروائی کے لئے 1.00 بجے تک وقت بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں بھی ہائیکورٹ بنچ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ قائد حزب اختلاف کی بات سُنیں، اُن کو بولنے دیں۔ کائرہ صاحب! آپ ان کے notes لیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جب ہمارا اجلاس شروع ہوا تو آپ کی صدارت میں، آپ کے آفس کے اندر ہم اور پارلیمانی پارٹی کے لیڈران کرام سب حاضر ہوئے تو اس میں بیس اکیس دِن کا ایجنڈا طے ہوا اس کے اندر گورنمنٹ بزنس کے ساتھ ساتھ ہم سے تجاویز مانگی گئیں۔ ہم نے چند ایک جو ڈیپارٹمنٹ تھے جن کی وجہ سے صوبے کے اندر بہتر انتظام وانصرام ہو

سکتا تھااور جو burning issues تھے ہم نے وہ تمام کے تمام ان کو یہاں پر لکھوائے۔آپ نے اس پر کمال مہربانی کرتے ہوئے اس کو پسند فرمایااور vet کیا۔دوسری پارٹی کے لوگ، مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتاہے کہ سارے سیشن کے درمیان صرف ایک دِن کی legislation لے کر آئے اور باقی کے جو انیس بیس دِن تھے وہ اپوزیشن کی طرف سے تجویز کردہ تھے ان پر ہم نے speeches کیں۔

جناب سپیکر: یہ irrigation پر بحث ہو رہی ہے؟ Irrigation پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا counter part ہوں، ان کے یہاں پر بات کرنے کے جو privileges ہیں وہی میرے ہیں۔اس صوبہ کی عوام کے لئے اور میڈیا کی consumption کے لئے جو کچھ میں یہاں محسوس کروں میں آپ کی اجازت سے، اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں پر بیان کرنے کا حق دار ہوں۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج یہ چوتھی بحث ہے جس پر بحث ہونے کے بعد conclude کئے بغیر آج ہاؤس ختم ہو جائے گا۔یہ رویہ؟ میں نے پانی کی بہتری کے لئے کہنا ہے۔لاء اینڈ آرڈر پر تقریباً ہماری 70 فیصد بحث پڑی ہوئی ہے جس کا لاء منسٹر صاحب کی طرف سے وعدہ فرمادیا گیا ہے کہ جب وہ conclude کریں گے تو اس سے پہلے وہ ہم سے تجاویز بھی لیں گے اور ہمیں بات بھی کرنے کی اجازت دیں گے۔اسی طرح جو مہنگائی ہے اس مہنگائی کے اوپر کچھ نہیں بتایا گیا کہ گورنمنٹ کا mind کیا ہے اور نہ ہی سیلاب کے بارے میں جو ہم نے باتیں کیں ان کے اوپر بھی کچھ نہیں بتایا گیا کہ گورنمنٹ کیا کرنا چاہتی ہے۔میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ پانی کے بارے میں آج بات کرنا چاہتا ہوں۔ہمارا صوبہ پنجاب 80 فیصد زرعی commodities produce کرتا ہے کیونکہ upper riparian area کا یہ صوبہ ہے اس کے لئے یہ پلاننگ کی جاتی ہے کہ نیچے والے جو علاقے ہیں ان کو زیادہ پانی جا سکے اور یہ بھی محروم نہ رہیں۔

جناب والا! بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے بلکہ افسوس کا کہنے سے پہلے میں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کا اور وزیر مال حاجی اسحاق صاحب کا کہ وہ اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے حکومت کی ساکھ کو تھوڑا سا سہارا دینے کے لئے آج تشریف فرما ہیں۔ورنہ دیکھنے والے یہ دیکھتے ہیں کہ سارے کے سارے پانی کے اوپر پلنے والا صوبہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔وہ تو ٹھیک ہے لیکن اپوزیشن کیا کر رہی ہے؟ وہ اسے دیکھے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اپوزیشن اس پر بات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: اپنی طرف سے دیکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ اکیلے ہی ہیں اور کون ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اپوزیشن نے تو یہ باتیں آپ تک پہنچانی ہیں اور یہ اپوزیشن ہی بول رہی ہے۔

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب اور آپ دونوں ہیں، بس۔یہ آپ کی دلچسپی کا حال ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! ہمیں تو لوگ اس دور حکومت کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ:

"ان کے عہد شباب میں جینے والو! تمہیں ہوا کیا ہے؟"

آپ بولتے کیوں نہیں ہیں، بات کیوں نہیں کرتے؟ میں یہ کہنا چاہتا ہوں بلکہ میں تجاویز دوں گا، میں اس وجہ سے صرف تجاویز دوں گا کہ اس پر عملدرآمد ہو جائے اور دوسرا آپ کا وقت بچ جائے۔

میں یہ وعدہ لوں گا کہ اگلے اجلاس کے اندر ان تمام چیزوں پر جو یہاں مباحثہ ہوا ہے، آپ حکم فرما دیا کریں اس پر عمل ہو جائے گا۔ ہمارے جو respected Minister ہیں اس پر تیاری کر کے آئیں اور اس کو conclude کریں اور mind and plan of the Government بتائیں۔

جناب والا! منگلا مرالہ لنک کینال جو کہ بہت سال پہلے plan کی گئی تھی اور اس کو واپڈا نے بنانا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں بنی کیونکہ اس لنک کینال سے گوجرانوالہ، حافظ آباد، سیالکوٹ اور نارووال کی rice belt نے سیراب ہونا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واپڈا اس کو کبھی تعمیر نہیں کرے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ حکومت پنجاب اسے اپنے اختیار میں لے اور اس بہت ہی اہم لنک کینال کو بنایا جائے۔ پانی ضائع ہو رہا ہے اور یہ جو paddy crop area ہے میں جناب تنویر اشرف کائرہ سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں تھوڑے سے notices لیتے جائیں ورنہ اس کا print out بھی معزز منسٹر کو بھیج دیں گے۔اس کے بعد میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: رپورٹر صاحبان! چودھری ظہیر الدین صاحب کی تقریر کی کاپی فوری طور پر اریگیشن منسٹر صاحب کو بھجوا دیں، جتنی بھی تجاویز یہاں پر پیش کی گئی ہیں آپ نے مکمل طور پر ان کو پہنچانی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):جناب والا!میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں اور بعض اوقات حقائق بیان کرنے پڑ جاتے ہیں لیکن وہ طبع نازک پر گراں گزرتا ہے۔ میں bad managementکی بھی بات نہیں کرتا جیسا کہ آپ نے کہا کہ ناقص کارکردگی کالفظ استعمال نہ کریں، ہم نے کہا سست روی یا کم کا استعمال کر لیں۔ الفاظ وہ اپنی مرضی کے رکھ لیں لیکن ہماری معروضات پر کان ضرور دھریں۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کے اندر دو چیزیں ضروری ہوتی ہیں ایک تو irrigationکی ضرورت ہوتی ہے اور دوسرا پینے کے لئے پانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ساری دنیا میں دو rechargingکے sourcesہیں ۔ ایک rainsاور دوسرا flood waterہے۔اس کے علاوہ water tableکی rechargingکا تیسرا دنیا میں کوئی ذریعہ نہیں ہے۔اب بارشیں تو global warmingکی وجہ سے یا monsoonکے routs divertہونے کی وجہ سے ہم سے روٹھ چکی ہیں۔ ہمارے پاس اب floodsہیں جن سے rechargingہو سکتی ہے لیکن ہمارے جو تین دریا ہیں ان کے اوپر بند بننے کی وجہ سے sufficient rechargingکے لئے پانی نہیں آ سکتا۔ایک دریائے ستلج جو کہ ہمارے چولستان کو، پہلے روہی کی سیراب کرتا تھا اس کو کئی سو سال replaceکیا لیکن بند بننے کے بعد دوسرا راوی اور تیسرا چناب رہ گیا ہے۔اس کا جو دنیا میں متبادل بنایا جاتا ہے وہ water zonesہوتے ہیں۔انڈیا نے اپنے sourcesہونے کے باوجود water zonesبنائے ہیں۔ میں انڈیا کا یہاں پر ایک مثال کے طور پر نام نہیں لینا چاہتا اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے visionaryلوگ یہاں پر موجود ہیں۔ اب ہمیں پہیہ ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو دنیا میں بنا بنایا مل جاتا ہے، جو modelبنے ہوئے ہیں ان کے بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے دو تین دریاؤں کے اندر جب floodsآتے ہیں تو دریائے کابل اور سندھ مل کر تباہی مچاتے ہیں۔اس کے بعد جہلم میں پانی آتا ہے تو اس کی لنک کینال جو ہے اس پر توجہ دینی چاہئے۔ اس سے سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی بچا جا سکے گا اور rechargingبھی ہو جائے گی۔جب پانی نہیں ہوتا تو وہ canalsبند رہیں گی لیکن جب over wateringہو جائے گی،جب low lying areasکے لوگ ڈوب رہے ہوں گے،جب تباہی آ رہی ہو گی اور اس وقت یہ issues ariseنہیں ہوں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ water zonesپر کام کیا جائے اور اس کے لئے long term planningکی ضرورت ہے لیکن کہیں سے شروع تو کیا جانا چاہئے۔ کئی projectsایسے ہیں جن کی بنیاد رکھ دی گئی ہے جیسا کہ Child

Protection Bureau تھا اس کی بنیاد رکھ دی گئی تھی اور اب وہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہم نے چھ سات اضلاع کے اندر Rescue 1122 کی بنیاد رکھی اب خادم اعلیٰ پنجاب نے چودھری پرویز الٰہی کے اس vision کو پینتیس اضلاع میں پھیلانے کا عزم کیا۔ آپ بھی اس کو خود کریں، کوئی ایسا کام شروع کریں جس پر آنے والی حکومتیں بھی کام کر سکیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے، اگر آپ مسجد بنائیں گے تو وہ کہے گا کہ اس کو "ڈھا" دو۔ اچھا کام جو بھی کرے گا اسے appreciate کیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! appreciate کرنے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری یہ تجویز ہے کہ link cannels بنائی جائیں اور flood water کے لئے بنائی جائیں اور recharging کے لئے water zones ان علاقوں میں آئے جہاں زیر زمین brackish water بن رہا ہے اور پانی نیچے سے نیچے چلا جا رہا ہے۔ کسان کو پانی pump out کرنا مشکل ہے اور اگر وہ پانی کڑوا ہو رہا ہے brackish water بن رہا ہے اس سے اس کی recharging بھی sweet water سے ہو گی۔ پینے کے پانی کی بھی سہولت ہو گی اور زراعت کے پانی کی بھی اس کو سہولت میسر ہو گی۔

جناب والا! میں نے یہ ایک تجویز دینی تھی اس کو technically بھی monitor کر لیا جائے۔ یہ feasible ہے اور دنیا میں یہ چیزیں چل رہی ہیں۔ کسان اس سطح تک آ چکا ہے، آپ نے مہربانی فرمائی اور ٹائم ایک گھنٹہ بڑھا دیا تو میں آپ سے تھوڑا سا ٹائم ضرور لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، ایک گھنٹہ نہیں بڑھایا، آدھ گھنٹہ بڑھایا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! یہ جو ملک ہے اس بارے میں چند حقائق ہیں۔ یہ جو خطہ ہے پاکستان کا علاقہ ہے 1947 میں ویسٹ پاکستان تھا اور اس کی تین، ساڑھے تین کروڑ آبادی تھی اور سارے دریا اس کے اندر بہتے تھے۔ پانی وافر مقدار میں تھا اور آبادی صرف ساڑھے تین کروڑ تھی اور 1952 میں گندم import ہوئی تھی، بعد میں میکسی پاک کے نام سے وہاں سے seed بھی منگوایا گیا تھا لیکن آج یہی خطہ سولہ کروڑ ہونے کے بعد تین دریا بھی بند ہو گئے ہیں پھر بھی surplus گندم پیدا کر رہا ہے۔ کسان صرف ایک چیز مانگتا ہے مجھے پانی دے دو یا پانی کے وسائل مہیا کرنے کے لئے مجھے کوئی subsidy دے دو۔ میں ایک کسان کی جو چیخ و پکار ہے وہ اس ایوان کے ذریعے خادم اعلیٰ کے کانوں تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر پانی نہیں پہنچ سکتا وہاں پر ٹیوب ویلوں کے پانی pump out

کرنے کے لئے بجلی کے ٹیوب ویل کے لئے subsidy دی جائے۔ یہ میری ایک تجویز ہے اور water zones کے اوپر خصوصاً کام کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چشمہ جہلم لنک کینال بند پڑی ہے اسے اس کے حصہ کا پانی دیا جائے کیونکہ جنوبی پنجاب کے ساتھ جو آٹھ اضلاع ہیں ان کا انحصار چشمہ جہلم لنک کینال کے پانی پر ہے جو کہ 1991 کے Accord کے مطابق ہے کیونکہ وہ کینال Indus Water Treaty کے تحت انڈیا کے پیسوں سے بنی تھی۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کو ارسا کے اندر اپنا معذرت خواہانہ رویہ ترک کرنا چاہئے۔ جب پانی لینے کا وقت آتا ہے تو اس وقت اس کی تشکیل، اس کی نمائندگی یا absence کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے۔ 1991 کے Water Accord کے مطابق 80 فیصد زرعی اجناس صوبہ پنجاب پیدا کرتا ہے اور یہ تسلیم شدہ بات ہے لیکن تسلیم شدہ حصے کا پورا پانی دیا جانا ارسا کا کام ہے اور تسلیم شدہ حصہ لینا حکومت کا کام ہے۔ یہ بالکل سامنے کی بات ہے کہ ارسا دو سال سے پنجاب کے پانی کو cut لگا رہا ہے۔ ہم قربانی دینے کے لئے تیار ہیں، قربانی دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے لیکن اگر قربانی کے نام پر کھال اترتی رہے گی تو پھر جسم پر جو تھوڑا گوشت رہ جائے گا وہ بھی ختم ہو جائے گا اور ہڈیاں رہ جائیں گی۔ اب پنجاب کے کسان سے مزید قربانی نہ مانگی جائے، اسے پانی دیا جائے اور ارسا کے اندر معذرت خواہانہ رویہ بند کر کے اپنی نمائندگی مضبوط کی جائے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حالیہ سیلابوں نے ہمیں ایک پیغام دیا ہے اور جو تباہی مچی ہے یہ آپ کے لئے ایک امرت کا کام بھی دے سکتا ہے اس کے لئے ڈیموں کی ضرورت ہے، اس کے لئے reservoirs کی ضرورت ہے۔ ڈیموں کے لئے ناموں پر نہیں لڑنا چاہئے کہ اس کا نام کالا باغ ڈیم ہے۔ اس کا نام بدل دیں۔ اس اسمبلی نے یہاں پر اس کے لئے قرارداد منظور کی ہے۔ بھاشا ڈیم کی بات ہو رہی ہے۔ کون کہتا ہے بھاشا ڈیم نہ بنایا جائے؟ priorities fix کر کے سارے ڈیم شروع کر دیئے جائیں۔ بھاشا ڈیم ایک ایسی height پر ہے جس میں سوات، چترال، کابل اور سواں کا پانی جا ہی نہیں سکتا اس کی ایسی altitude ہے کہ پانی اڑ کر اوپر نہیں جا سکتا۔ اس کا سارے کا سارا catchment area کالا باغ ڈیم کے اندر ہے۔ آپ ساری دنیا کے انجینئرز بلا لیں، نوشہرہ کیسے ڈوب سکتا ہے جس کی altitude ہی اس سے زیادہ ہے، کبھی پانی اوپر کو جایا کرتا ہے؟ جب نیچے والے ڈوب رہے ہیں تو انہیں بھی یہ سمجھایا جا سکتا ہے، آج سندھ کو ربیع کی فصل کے لئے پانی کی سخت ضرورت ہے۔ وہ پانی کہاں ہے؟ اگر آج پانی موجود ہوتا تو دو چیزیں ہوتیں، جب پانی چھوڑا جاتا تو وہاں ملتا اور ان ٹربائنوں کے ذریعے بجلی بنتی۔ اگر یہاں

پر سستی بجلی نہیں ہو گی تو نہ صرف صوبہ بلکہ ملک بہت بڑی بڑی مشکلات کا شکار ہونے والا ہے کیونکہ بے روزگاری دروازے پر کھڑی دستک دے رہی ہے۔ بجلی کے بغیر کوئی انڈسٹری چل سکتی ہے نہ ہی کسی قسم کا کوئی کام ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر!اس وقت کی طاقتور اتحادی حکومت حالیہ سیلاب میں مظفر گڑھ لنک کینال کو سیاسی بنیادوں پر توڑنے والے واقعہ کی جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ سامنے لائے اور ذمہ داریوں کا تعین کرے، چونکہ ابھی حکومت اور دو سال چلنی ہے، اللہ نہ کرے سیلاب آئیں لیکن ان سیلابوں کے وقت کم از کم یہ ایک line draw ہو جائے گی کہ ہم نے پچھلی دفعہ بند توڑ کر جنہیں ڈبویا تھا ان پر کام ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سیلاب سے پانچ متاثرہ اضلاع راجن پور، مظفر گڑھ، رحیم یار خان اور ڈیرہ غازی خان میں اریگیشن سسٹم مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور اس سسٹم کے تباہ ہونے سے گندم کی بوائی پر نہایت ہی برا اثر پڑ رہا ہے اور اس کی پیداوار بھی کم ہونے کا خدشہ ہے۔ حکومت پنجاب priority پر ان اضلاع میں کھال اور مائنرز کی مرمت کروائے۔ کہیں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی سست روی کی وجہ سے سامنے بیٹھے میرے بھائی کے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے مگر اس میں آبی ماہرین پیدا کرنے کے لئے کوئی تربیتی ادارہ نہیں ہے۔اس وقت چار وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں وہ اس پر غور فرمائیں اور صوبہ کے چیف ایگزیکٹو تک یہ بات پہنچائیں کہ واٹر مینجمنٹ میں specialist create کرنے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائے، جو brackish water زمینوں کو تباہ کر رہا ہے ان کے لئے قانون سازی کی جائے اور جہاں sweet water area ہے انہیں سبسڈی یا علیٰحدہ excessive system دینے کے بعد وہ پانی brackish water area میں divert کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ brackish water areas کی more than 45 percent lands بے آباد پڑی ہے وہ آباد ہو سکے لہذا اس کے لئے ایک تربیتی ادارہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر!ایم کیو ایم نے زرعی اصلاحات کے لئے مرکز میں بل پیش کیا چونکہ یہ related بات ہے اس لئے یہاں کر رہا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ سبجیکٹ صوبوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ صوبوں کو اپنے کام سے روکنے کے لئے اگر واٹر مینجمنٹ کا مسئلہ آ جائے تو مرکز کی طرف سے ارسا میں دخل اندازی ہوتی ہے۔یہاں پر چھوٹا کسان تو اپنے سانس کا ناتا قائم

نہیں رکھ سکتا۔ایک cooperative spirit کو بڑھاتے ہوئے اس پر قانون سازی صوبوں کا حق ہے اور صوبوں کے پاس ہی رہنے دی جائے تاکہ وہ واٹر مینجمنٹ کریں اور اپنی land management کریں ۔پختہ کھالوں کا پروگرام بند پڑا ہے اور اس سے پانی کا ضیاع ہو رہا ہے۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پختہ کھال کے پروگرام کو priority دی جائے۔میرے خیال میں اس بجٹ سے کافی پیسا surplus ہو جائے گا کیونکہ کہیں استعمال تو ہو نہیں رہا۔ میری تجویز ہے کہ اگلے بجٹ میں پکے کھال بنانے کا پروگرام شامل کیا جائے اور محکمے کو activate کیا جائے اور اسے فنڈز دیئے جائیں۔اب پرانے پختہ کھال ٹوٹ گئے ہیں لہذا پرانے کھالوں کی مرمت کے لئے بھی ایک provision رکھی جائے۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے پانی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے اریگیشن سسٹم ناکارہ ہو چکا ہے لہذا اسے reconstitute کرنے اور اسے rebuild کرنے کے لئے ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کمیٹی میں متعلقہ وزیر کے ساتھ ساتھ اسے legal شکل دینے کے لئے لاء منسٹر،ایگریکلچر منسٹر اور فنانس منسٹر بھی اس میں شامل ہوں اور اس کمیٹی کا target زیادہ سے زیادہ رقبہ آباد کرنا ہو۔اریگیشن کا موجودہ سسٹم deliver نہیں کر پا رہا چونکہ اس میں کرپشن کا سسٹم زیادہ ہے۔ ہمیں مسائل کو وسائل کے ساتھ couple کرنے کے لئے ایک brain stone cabinet کی ضرورت ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کھالوں کے اوپر مائنرز راجباہیں اور نہریں ہوتی ہیں ان میں ایک specified cusec delivery system دیا گیا ہے۔ اسے block کرنے کے لئے جنہیں پٹڑیاں کہتے ہیں، جن میں strengthen power ہوتی ہے وہ calculate کرنے کے بعد اس میں پانی چھوڑا جاتا ہے اور پھر یہ ensure ہوتا ہے کہ اس میں جتنے کیوسک پانی چھوڑا ہوتا ہے اسی حساب سے آگے کسانوں کو دیا گیا ہوتا ہے کہ ہم نے اس راجباہ میں 120 کیوسک پانی دینا ہے اور اس کے آگے دو مائنرز ہیں اور انہیں اسی حساب سے پانی جائے گا،لوگ بھی اسی حساب سے accept delivery کئے ہوتے ہیں لیکن ناقص دیکھ بھال کی وجہ سے وہ پٹڑیاں کمزور پڑ چکی ہیں، breaches ہوتے ہیں اور ان breaches سے avoid کرنے کے لئے ایک نہایت ہی نالائقی والا طریقہ اختیار کیا گیا ہوا ہے کہ اس میں کیوسک کم چھوڑے جاتے ہیں۔500 کیوسک والی نہر میں 400 کیوسک پانی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ میرا بھی تھوڑا سا رقبہ ہے، جس مائنر سے وہ سیراب ہوتا ہے اس میں 120 کیوسک پانی چھوڑا جانا چاہئے لیکن اس میں 80 کیوسک سے زیادہ پانی نہیں چلتا۔ علیٰ ہذا القیاس اب جو minor پکے ہو گئے ہیں اگر ان کی پٹڑیاں properly repair نہیں ہوتیں تو یہ پکے minor،پکی نہریں بھی break ہو جاتی ہیں اس لئے ان

کی پٹڑیوں کی اہمیت کو کم نہیں کیا جا سکتا۔پٹڑی، مٹی، پانی اور بوندوں کی باتیں کرنا دیکھنے میں تو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں لگتی ہیں لیکن یہ پانی ہم کسانوں کی زندگی ہے اسی وجہ سے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آخر میں یہ عرض کروں گا کہ پانی کی تقسیم کے لئے ایک جامع قسم کی قانون سازی کی جانی چاہئے اور اس پانی کو tails تک پہنچانے کے لئے management کرنا، brain storming کرنا اور think tank بنانا بہت ضروری ہے۔ پنجاب ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے لیکن پنجاب قربانی دینے کے لئے زندہ بھی رہنا چاہتا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ تمام حضرات کا بہت شکریہ۔ ماشاءاللہ آپ نے بھی اپنی پوری باتیں کر لی ہیں۔ آپ جو تھوڑا سا غصہ کرتے ہیں کہ فلاں منسٹر نہیں ہے تو آج حزب اقتدار کے لوگوں کو بھی موقع مل گیا ہے کیونکہ آج ماسوائے آپ دونوں کے اپوزیشن کے دوسرے ممبران موجود نہیں ہیں۔ بہر حال میں سب ممبران کا بہت شکر گزار ہوں۔ ماشاءاللہ آپ نے بڑے اچھے طریقے سے اس اجلاس کو نبھایا ہے۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(87)/2010/283. Dated 28th October, 2010 The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. October 25, 2010 (Monday) on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the 22nd October, 2010

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB